﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۷؍دسمبر ۲۰۰۱ء شمارہ ۴۹
۲۱؍رمضان ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۷؍فتح ۱۳۸۰ ہجری شمسی

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب اسے روزہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔
(بخاری کتاب الصوم)

ماہِ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۲؍رمضان المبارک ۲۰۰۱ء (بروز اتوار) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۳۰ تا ۱۳۸ کے درس کا خلاصہ

(دوسری قسط)

لندن۔ (۲؍رمضان المبارک۔ ۱۸؍نومبر ۲۰۰۱ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا دوسرا روزہ اور اتوار کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۳۰ تا ۱۳۸ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم امور، مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

سورۃ الاعراف آیت ۱۳۰: حضور ایدہ اللہ نے اس آیت کی تلاوت و ترجمہ کے بعد اس کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک حوالہ پڑھ کر سنایا۔ آپ فرماتے ہیں: "﴿فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ ایک جگہ مسلمانوں کو بھی فرماتا ہے کہ تم کو بھی ہم دنیا میں بادشاہ بنائیں گے۔ پھر دیکھیں گے تم کیسا عمل درآمد کرتے ہو۔ ﴿فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾"۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بڑائی اور عظمت کا موقعہ عطا فرماتا ہے تو اس کے بعد وہ اس بات کو نوٹ کرتا ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں یا دشمنوں اور ساتھیوں سے کس قسم کا سلوک کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "موسیٰ کی قوم نے اس کو جواب دیا کہ ہم تیرے پہلے بھی ستائے جاتے تھے اور تیرے آنے کے بعد بھی ستائے گئے۔ تو موسیٰؑ نے ان کے جواب میں کہا کہ قریب ہے کہ خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور زمین پر تمہیں خلیفہ مقرر کردے اور پھر دیکھے کہ تم کس طور کے کام کرتے ہو۔ اب ان آیات (۱۲۸ تا ۱۳۰۔ ناقل) میں صریح اور صاف طور پر وہی لوگ مخاطب ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ان کے سامنے زندہ موجود تھے اور انہوں نے فرعون کے ظلموں کا شکوہ بھی کیا تھا اور کہا تھا کہ ہم تیرے پہلے بھی ستائے گئے اور تیرے آنے کے بعد بھی۔ اور انہیں کو خطاب کرکے کہا تھا کہ تم ان تکلیفات پر صبر کرو خدا تمہاری طرف رحمت کے ساتھ متوجہ ہوگا اور تمہارے دشمن کو ہلاک کردے گا اور تم کو زمین پر خلیفے بنادے گا لیکن تاریخ دانوں پر ظاہر ہے اور یہودیوں اور نصاریٰ کی کتابوں کو دیکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ گو اس قوم کا دشمن یعنی فرعون ان کے سامنے ہلاک ہوا مگر وہ خود تو زمین پر نہ ظاہری خلافت پر پہنچے نہ باطنی خلافت پر۔ بلکہ اکثر ان کی نافرمانیوں سے ہلاک کئے گئے اور چالیس برس تک بیابان لق و دق میں آوارہ رہ کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ پھر بعد ان کی ہلاکت کے ان کی اولاد میں ایسا سلسلہ خلافت کا شروع ہوا کہ بہت سے بادشاہ اس قوم میں ہوئے اور داؤد اور سلیمان جیسے خلیفۃ اللہ اسی قوم باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

جب کوئی دعا کرنا چاہے تو حمد و ثنا سے شروع کرے۔ پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے اور پھر جو چاہے دعا کرے

خداتعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے لیکن چاہئے کہ پہلے اس کے احکام پر بھی عمل کریں اور اس پر ایمان لائیں

روزہ دار کی افطاری کے وقت کی دعا ردّ نہیں کی جاتی

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۳؍نومبر ۲۰۰۱ء)

(لندن ۲۳؍نومبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج خداتعالیٰ کی صفت مجیب سے متعلق خطبہ ہوگا۔ حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۷ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد احادیث کے حوالہ سے اس موضوع کی وضاحت کی اور بتایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی دعا کرنا چاہے تو حمد و ثنا سے شروع کرے پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے اور پھر جو چاہے دعا کرے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر شخص جو بھی دعا کرتا ہے وہ ضرور سنی جاتی ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک صحابی نے سفر کے دوران اونچی آواز میں دعائیں کرنی شروع کردیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی بہرے کو نہیں پکارتے۔ وہ سمیع و مجیب ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ کوئی چیز قضا کو نہیں روک سکتی مگر دعا۔ حضور نے بتایا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام کو ایک چراگاہ پر عامل مقرر فرمایا اور اسے نصیحت کی کہ مظلوم کی دعا سے بچ کیونکہ مظلوم کی بددعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین اشخاص کی دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، والد کی اپنی اولاد کے حق میں بددعا۔ ایک دوسری حدیث میں والد کی بجائے والدہ کی بددعا کا ذکر ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث میں ہے کہ روزہ دار کی افطاری کے وقت کی دعا ردّ نہیں ہوتی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ ﴿اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ کا یہ مطلب نہیں کہ جو مانگو گے ضرور ملے گا کیونکہ دوسری جگہ سورۃ الانعام آیت ۴۲ میں ہے کہ خدا تمہاری دعا کو قبول کرتا ہے اور تم سے ضرر کو دور کرتا ہے اگر وہ چاہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

میں سے پیدا ہوئے یہاں تک کہ آخر یہ سلسلۂ خلافت چودھویں صدی میں حضرت مسیح پر ختم ہوا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ کسی قومِ موجودہ کو مخاطب کرنے سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خطاب قومِ موجودہ تک ہی محدود رہے۔ بلکہ قرآن کریم کا تو یہ بھی محاورہ پایا جاتا ہے کہ بسا اوقات ایک قوم کو مخاطب کرتا ہے مگر اصل مخاطب کوئی اور لوگ ہوتے ہیں۔ جو گزر گئے یا آئندہ آنے والے ہیں"۔

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۲۶،۳۲۵)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ جماعت سے بھی اللہ کے وعدے ہیں لیکن یہ خیال کرکے لوگ جلدی مایوس ہوجاتے ہیں کہ ہم پر مسلسل ظلم ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ موسیٰؑ کے ساتھ بھی خلافت کا وعدہ تھا مگر موسیٰؑ اسّی برس کی عمر تک بیابانوں میں پھرتے رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بعض وقت قوم مخاطب ہوتی ہے اور مراد بعد کے لوگ ہوتے ہیں۔ جو بیابانوں میں پھرتے رہے ان کی گریہ و زاری کو قبول کرکے آخر ان کی اولاد کو ارضِ موعود کا وارث بنادیا۔

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

"قرآن شریف کی رو سے سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے ہر ایک نیکی اور بدی میں مشابہت رکھتا ہے۔ اسی کی طرف ان آیتوں میں اشارہ ہے کہ ایک جگہ یہود کے حق میں لکھا ہے ﴿فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾۔ دوسری جگہ مسلمانوں کے حق میں لکھا ہے ﴿لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾۔ ان دونوں آیتوں کے یہ معنے ہیں کہ خدا تمہیں خلافت اور حکومت عطا کرکے پھر دیکھے گا کہ تم راستبازی پر قائم رہتے ہو یا نہیں۔ ان آیتوں میں جو الفاظ یہود کے لئے استعمال کئے ہیں وہی مسلمانوں کے لئے۔ یعنی ایک ہی آیت کے نیچے ان دونوں کو رکھا ہے۔ پس ان آیتوں سے بڑھ کر اس بات کے لئے اور کون سا ثبوت ہوسکتا ہے کہ خدا نے بعض مسلمانوں کو یہود قرار دے دیا ہے اور صاف اشارہ کردیا ہے کہ جن بدیوں کے یہود مرتکب ہوئے تھے یعنی علماء اُن کے، اِس اُمت کے علماء بھی انہیں بدیوں کے مرتکب ہونگے۔ اور اسی مفہوم کی طرف آیت ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ میں بھی اشارہ ہے"۔ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۳)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس زمانے کے نئے یہود سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی اتنی واضح پیشگوئیاں ہیں کہ آدمی پڑھ کر حیران ہوجاتا ہے کہ کس صفائی کے ساتھ آپؐ نے ان کا نقشہ بیان فرمایا ہے۔ آج کل کے علماء کا جو حال ہے اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہودیوں کے بادشاہوں کے ان مثیلوں کا جو اسلام میں پیدا ہوئے جیسا کہ ان دو بالمقابل آیتوں سے جن کے الفاظ باہم ملتے ہیں سمجھا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں:

یہود کے بادشاہوں کی نسبت: ﴿قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾۔ (الجزو ۹ سورۃ الاعراف صفحہ ۲۶۵)

اسلام کے بادشاہوں کی نسبت: ﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾۔ (الجزو ۱۱ سورۃ یونس صفحہ ۳۳۵)

یہ دو فقرے یعنی ﴿فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ جو یہودیوں کے بادشاہوں کے حق میں ہے اور اس کے مقابل پر دوسرا فقرہ یعنی ﴿لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ جو مسلمانوں کے بادشاہوں کے حق میں ہے صاف بتلا رہے ہیں کہ ان دونوں قوموں کے بادشاہوں کے واقعات بھی باہم متشابہ ہونگے۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور جس طرح یہودی بادشاہوں سے قابلِ شرم خانہ جنگیاں ظہور میں آئیں اور اکثر کے چال چلن بھی خراب ہوگئے یہاں تک کہ بعض ان میں سے بدکاری، شراب نوشی، خونریزی اور سخت بے رحمی میں ضرب المثل ہوگئے۔ یہی طریق اکثر مسلمانوں کے بادشاہوں نے اختیار کئے۔ ہاں بعض یہودیوں کے نیک اور عادل بادشاہوں کی طرح نیک اور عادل بادشاہ بھی بنے جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز"۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۰۶۔۳۰۷)

پھر لیکچر سیالکوٹ میں آپؑ فرماتے ہیں:

"ایک جگہ مسلمانوں کے آخری زمانہ کے لئے قرآن شریف نے وہ لفظ استعمال کیا ہے جو یہود کے لئے استعمال کیا تھا...... یعنی فرمایا ﴿فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ جس کے یہ معنے ہیں کہ تم کو خلافت اور سلطنت دی جائے گی مگر آخری زمانہ میں تمہاری بداعمالی کی وجہ سے وہ سلطنت تم سے چھین لی جائے گی جیسا کہ یہودیوں سے چھین لی گئی تھی"۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۱۳)

مزید فرماتے ہیں:

"﴿وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ یہ آیتیں بھی اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ایک ان میں سے اہل اسلام کی نسبت ہے اور ایک یہود کی نسبت۔ پس مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں ہر طرح کا انعام کروں گا اور پھر دیکھوں گا کہ کس طرح شکر کرتے ہو۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اہل یہود کو کونسی بڑی مصیبت تھی۔ تو وہ دو بڑی مصیبتیں ہیں۔ ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا گیا اور ایک یہ کہ محمد ﷺ کا انکار کیا گیا۔ پس مماثلت کے لحاظ سے مسلمانوں کے لئے بھی وہی دو انکار لکھے تھے۔ مگر وہاں شمار میں الگ دو دو وجود تھے اور یہاں نام الگ الگ ہیں مگر وہ وجود جس میں ان دونوں کا بروز ہوا ایک ہی ہے"۔ یعنی مسیح موعودؑ بحیثیت مسیح حضرت عیسیٰ کے بروز ہیں اور بحیثیت مہدی آنحضرتؐ کے بروز ہیں۔ "ایک بروز عیسوی اور ایک محمدی۔ اور صرف نام کے لحاظ سے اہل اسلام یہود کے بروز اس طرح سے قرار پائے کہ انہوں نے مسیح اور محمد ﷺ کا انکار کردیا اور وہ مماثلت پوری ہوگئی اور آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس اُمت میں بروزی طور پر وہی کرتوت یہودیوں والی پوری ہونی تھی اور یہ اس طرف اشارہ کرتی تھیں کہ آنے والا دو رنگ لے کر آوے گا اسی لئے مہدی اور مسیح کے زمانہ کی علامات ایک ہی ہیں اور ان دونوں کا فعل بھی ایک ہی ہے"۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۳۳ مورخہ ۴؍ستمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۵۸،۲۵۹)

آیت ۱۳۱: کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پھلوں والا نقصان تو عام ہوتا رہتا ہے لیکن بعض موقعوں پر یہ محض نشان کے طور پر آتا ہے۔ فرعون کے ساتھ جو ہوا وہ بطور نشان تھا۔ فرعون کے وقت میں ابتلا کے وقت وہ کہتے تھے کہ موسیٰ دعا کروا نہیں یقین تھا کہ ان کی دعا سے ابتلا ٹل جائے گا۔ یہ خصلت ہے ان کی کہ ایمان بھی رکھتے ہیں اور کفر بھی۔ جب خوف آتا تو کفر دور ہوجاتا تھا۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿بِالسِّنِيْنَ﴾ کی لغوی تشریح میں بتایا کہ سنین سے مراد قحط سالی ہے اور ﴿اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنِ﴾ سے مراد سالہا سال کی بھوک اور قحط ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"مَیں نے بارہا سنا ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کا جنابِ الٰہی میں ایک وقت ہوتا ہے۔ ابن لیلیٰ کی کچہری میں ایک شخص کو سزا دی گئی۔ اس نے کہا یہ میرا پہلا جرم تھا۔ سزا ہلکی دینی چاہئے تھی۔ آپ نے سزا بڑھا دی۔ وجہ یہ بتائی کہ اس نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ اگر یہ پہلی دفعہ کرتا تو پکڑا کیوں جاتا۔ خدا نے خود فرمایا ہے ﴿وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (الشوریٰ: ۳۱)"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بہت ہی عمدہ استنباط کیا ہے۔ کئی دفعہ چور پکڑا نہیں جاتا۔ اسے حوصلہ ہوتا جاتا ہے اور اسے مہلت ملتی رہتی ہے مگر جب باز نہیں آتا تو آخر پکڑا جاتا ہے۔

اسی طرح آپ فرماتے ہیں: "﴿بِالسِّنِيْنَ﴾: معلوم ہوا کہ قحط سالی اور کمی پیداوار اس لئے ہوتی ہے کہ لوگ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں۔ خدا کی قدرتوں سے لوگ ایسے غافل ہوتے ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کہہ دے کہ امریکہ میں ایسی کَل نکلی ہے جس سے درخت چلتے ہیں، پتھر بولتے ہیں تو وہ مان لیتے ہیں مگر انبیاء کی نسبت ایسی باتیں سن کر صاف انکار کردیتے ہیں"۔

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۶،۲۲۵)

آیت ۱۳۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ان کے پاس کوئی بھلائی آتی تھی تو وہ کہتے تھے کہ یہ ہمارے لئے ہے اور جب انہیں کوئی برائی پہنچتی تو وہ اسے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہی سلوک جماعت احمدیہ سے ہو رہا ہے۔ جب کوئی اچھائی ہو تو اسے اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہتے ہیں یہ احمدیوں کی نحوست کی وجہ سے ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿يَطَّيَّرُوْا﴾ کی حل لغات پیش کرتے ہوئے بتایا کہ تطیّرَ فُلَانٌ وَالطَّيْر کا مطلب ہے کسی پرندہ سے شگون لینا۔ طیر کے لفظ سے بدشگونی کا اس لئے استعمال ہوا ہے کہ ابتداء میں کسی پرندے کی حرکت سے کسی نے شگون لیا تو اس سے یہ استعمال چل نکلا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب موسم بدلتے ہیں تو کثرت سے پرندے اڑتے ہیں تو پرندوں کی حرکت سے شگون لیتے کہ اب مصیبتیں آنے والی ہیں۔

الازہری کہتے ہیں کہ شُؤْمٌ کے لئے طَائِر طَيْر اور طِيَرَة کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں کیونکہ عربوں کی عادت تھی کہ پرندے کو اڑاتے تھے اور پھر اس کی اڑان سے فال لیتے تھے۔ اس لئے وہ بدشگونی کو طَائِر طَيْر اور طِيَرَة کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان سے لوگوں کو بتایا کہ ان پرندوں کے ذریعہ فال لینا باطل ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لَا طِيَرَةَ وَلَا حَام۔ حضورؐ نے فال لینے کو تو قائم رکھا مگر پرندوں وغیرہ کے ذریعہ بدشگونی لینے کو باطل قرار دیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے لوگ طاعون سے بچتے تھے مگر الزام آپ کو دیتے تھے کہ آپ کی وجہ سے طاعون آئی ہے۔ حالانکہ طاعون سے مارے وہ مخالف خود جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں تو یہ بات کھل کر واضح ہوگئی کہ کون منحوس ہے اور کون نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہی استنباط فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: "بعض آدمیوں نے کہا ہے کہ یہ طاعون گویا ہماری شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے۔ یہ آواز کوئی نئی آواز نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کہا گیا تھا ﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ﴾ مگر مجھے یہ تعجب ہے کہ یہ لوگ طاعون کو ہماری شامتِ اعمال کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ لیکن مبتلا خود ہوتے ہیں حالانکہ اگر شامتِ اعمال تھی تو چاہئے تھا کہ طاعون کی خبر تم کو دی جاتی۔ مگر یہ کیا ہوا کہ خبر بھی ہم کو دی گئی اور موتیں تم میں ہوتی ہیں۔ برخلاف اس کے ہماری حفاظت کا وعدہ کیا جاتا اور اسے ایک نشان ٹھہرایا جاتا ہے۔ کچھ تو خدا سے ڈرو"۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۷؍اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۳)

آیت ۱۳۳: اس کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر نبی کے مخالفین اپنے وقت کے نشانات کو جادو ہی کہتے ہیں کیونکہ وہ معجزات و نشانات

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

صحابہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(شبیر احمد ثاقب۔ ربوہ)

محبت کا دعویٰ تو بہت لوگ کرتے ہیں اور محض دعویٰ کچھ ایسا مشکل بھی نہیں مگر سچی محبت وہ محبت ہوتی ہے جو عاشق کے اعصاب اور جوارح پر قبضہ کر لیتی ہے جس سے وہ اپنے محبوب کی محبت میں کچھ اس طرح کھو جاتا ہے کہ اس کا ہر قول اور فعل اپنے محبوب کی رضا کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

صحابہؓ کی اپنے پیارے اور مقدس آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کو صوفیاء نے فنافی الرسول اور اطاعت رسول کے باب میں باندھا ہے۔ صحابہؓ فنافی الرسول میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کا ہر عمل اپنے مقدس محبوب کی محبت اور خوشنودی پر منتج ہوتا تھا۔ وہ آپ کی ایسی دیوانہ وار اطاعت کرتے تھے کہ حکم تو کیا محض آپ کے اشارے پر اپنی ہر خوشی تیاگ دیتے تھے۔

☆......☆......☆......☆

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو فرمایا تم آگ کا انگارہ ہاتھ میں پہنتے ہو۔ اس شخص نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔ جب رسول مقبول ﷺ وہاں سے آگے چلے گئے تو کسی نے اس شخص کو کہا تُو اپنی انگوٹھی اٹھا لے اور بیچ کر قیمت وصول کر لے۔ اس نے کہا: "خدا کی قسم مَیں وہ چیز جسے رسول اللہ ﷺ نے ناپسند کیا ہو اور مَیں نے پھینک دی ہو کبھی نہیں لوں گا"۔

(مسلم کتاب اللباس والتزینہ .باب تحریم خاتم الذھب علی الرجال)

☆......☆......☆......☆

حضرت جابر بن سلیمؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کی مرضی پر چلتے ہیں۔ جو اس کی رائے ہوتی ہے اس کی وجہ سے وہ اپنی اپنی رائیں چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی رائے کو مقدم کرتے ہیں۔ مَیں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت رسول کریم ﷺ ہیں۔ مَیں آپؐ کے پاس گیا اور پوچھا کیا آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ آپؐ نے مجھے بہت ساری نصائح فرمائیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ کسی کو گالی نہیں دینی۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کے بعد مَیں نے کبھی کسی آزاد یا غلام یا اونٹ اور بکری کو بھی گالی نہیں دی۔ (سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ما جاء فی اسبال الأزار)

☆......☆......☆......☆

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے گھر کے باہر جھگڑنے والوں کی آوازیں سنیں جو بہت اونچی تھیں۔ آپؐ نے سنا کہ ایک شخص دوسرے کو کہہ رہا ہے کہ مجھ پر کچھ نرمی کر اور جو مطالبہ تُو کر رہا ہے اس سے کچھ کمی کر۔ مگر دوسرے نے کہا خدا کی قسم مَیں ہر گز ایسا نہیں کروں گا۔ اس پر آپؐ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ مَیں نیک کام نہیں کروں گا۔ اس پر وہ صحابی بول پڑے کہ یا رسول اللہ یہ غلطی مجھ سے ہوئی ہے اور اب میں اس کو وہ حصہ چھوڑتا ہوں جس کا یہ مطالبہ کر رہا تھا۔

(بخاری کتاب الصلح باب ھل یشیر الامام بالصلح)

☆......☆......☆......☆

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے مکہ میں جا کر عمرہ ادا کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے اجازت عطا فرمائی اور فرمایا: "بھائی دعا کرتے وقت ہمیں بھول نہ جانا"۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فقرے پر مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر ساری دنیا مجھے مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔

(ترمذی ابواب الدعوات فی دعاالنبی)

☆......☆......☆......☆

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز جنازہ پڑھائی۔ اس میں اس میت کے لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما، اس کو عذاب سے عافیت بخش اور اس سے درگزر فرما اور اگلے جہان میں اس کو معزز مہمان بنا، اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسعت دے، اس کو پانی برف اور اولوں سے نہلا دے اور اس کی غلطیوں کو ایسا صاف کر کہ جس طرح میل کچیل سے کپڑا صاف ہو کر سفید ہو جاتا ہے اور اگلے جہان میں اس کو اس دنیا کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما اور اس کو اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے عطا فرما اور بیوی سے بہتر بیوی اسے عطا فرما، اس کو بہشت میں داخل فرما۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت کی یہ دعا سن کر مجھے آرزو پیدا ہوئی کہ کاش اس کی جگہ میں مر جاتا اور آپ میرے حق میں یہ دعا کرتے۔

(مسلم کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ)

☆......☆......☆......☆

ابو حفصؓ سے روایت ہے کہ مَیں بچہ تھا اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بیٹھا تھا۔ (کھانے کے دوران) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف پڑتا تھا۔ آپؐ نے مجھے فرمایا: "اے لڑکے اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کر اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ"۔ کہتے ہیں مَیں نے آنحضرت ﷺ کے اس فرمانے کے بعد ہمیشہ ان نصیحتوں پر عمل کیا۔ (بخاری کتاب الاطعمہ .باب قول اللہ کلوا من طیبات ما رزقنکم)

☆......☆......☆......☆

حضرت ابووائلؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ صحابی ہمیں ہر جمعرات کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک دن ایک شخص نے عرض کیا: "کاش آپ ہمیں ہر روز وعظ سنایا کریں"۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: "دیکھو مَیں تو ہر روز وعظ کرنے کو تیار ہوں مگر جیسے رسول اللہ ﷺ ہمارے ملول ہونے کے ڈر سے وقفہ سے وعظ و نصیحت کرتے تھے مَیں بھی تمہیں ناغہ ڈال کر نصیحت کرتا ہوں"۔ (بخاری کتاب العلم باب ما کان النبیؐ یخونھم بالموعظۃ والعلم کی لا ینفروا)

☆......☆......☆......☆

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو اتباع سنت میں خاص شغف اور جوش رکھتے تھے ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی کو مجلس میں اٹھا کر اس کی جگہ آپ نہ بیٹھے بلکہ کھل کر بیٹھو اور دوسروں کو جگہ دو۔ حضرت ابن عمرؓ آنحضرت ﷺ کا یہ حکم سننے کے بعد اس قدر اس بات کا خیال رکھتے کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے خود اٹھ کر ان کو اپنی جگہ دیتا تو بھی نہ بیٹھتے۔

(بخاری کتاب الاستیذان۔ باب اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس)

صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کو اس قدر حرز جان بنا لیا کہ جابر بن سمرہ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ کی مجلس میں آتے تو مجلس کے سرے پر ہی بیٹھ جاتے کہ مبادا ہماری وجہ سے کوئی اپنی جگہ سے اٹھے۔

(ابوداؤد کتاب الادب۔ باب فی التخلف)

☆......☆......☆......☆

حضرت معرورؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت ابوذر غفاریؓ صحابی کو دیکھا کہ انہوں نے جس قسم کا جوڑا پہنا ہوا تھا اسی قسم کا ان کے غلام نے پہنا ہوا تھا۔ مَیں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک غلام کو برا بھلا کہا اور اس کو اس کی ماں کا طعنہ دیا۔ (یعنی لونڈی زاد کہا)۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: "اے ابوذر! تجھ میں ابھی جاہلیت کی باتیں موجود ہیں۔ دیکھو! یہ غلام تمہارے بھائی اور تمہارے خدمتگزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے ماتحت بنایا ہے۔ پس جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو چاہئے کہ وہ اس کو وہ کچھ کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہ پہنائے جو خود پہنتا ہے"۔

(بخاری۔کتاب الایمان۔ باب المعاصی من امر الجاہلیۃ ولا یکفر صاحبھا)

☆......☆......☆......☆

حضرت ابوسعید خُدریؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں مَیں نے آنحضرت ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ اشارہ کرتا ہے شراب کی حرمت کا اور شاید کوئی حکم اس بارے میں اترے۔ جس کے پاس شراب ہو وہ بیچ ڈالے اور اس کی قیمت سے فائدہ اٹھالے"۔

ابوسعید خُدریؓ کہتے ہیں اس بات پر ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے۔ اس لئے جس کے پاس شراب ہے وہ نہ پئے نہ بیچے"۔

حضرت ابوسعید خُدری کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا یہ اعلان سن کر جن لوگوں کے پاس شراب تھی وہ اسے مدینے کی گلیوں میں لے آئے اور اسے بہا دیا۔ (صحیح مسلم کتاب المساقات و المزارعات .باب تحریم بیع الخمر)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت رسول اللہ ﷺ کے لئے شراب کی مشک بطور تحفہ لایا۔ آپؐ نے فرمایا: "تُو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے"۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر اس نے دوسرے شخص کے کان میں بات کی۔ آپؐ نے فرمایا تُو نے اس سے کیا بات کی ہے۔ وہ بولا مَیں نے اسے یہ شراب بیچنے کی بات کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "جس نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کا بیچنا بھی حرام کیا ہے"۔ یہ سن کر اس نے مشک کا منہ کھول دیا اور جو کچھ اس میں تھا سب بہہ گیا۔ (صحیح مسلم کتاب المساقاۃ والمزارعت باب تحریم بیع الخمر)

☆......☆......☆......☆

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے۔ آگے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ آپ نے ان دونوں سے پوچھا کہ اس وقت تم کس غرض کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہمیں بھوک لگی ہوئی ہے۔ (گویا بھوک سے مجبور ہو کر باہر نکلے)۔ آپؐ نے فرمایا مجھے بھی بھوک ہی باہر لائی ہے۔ چلو چلتے ہیں۔ یہ کہہ کر تینوں چل پڑے اور انصار میں سے ایک شخص کے گھر پہنچے۔ وہ گھر میں موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے جب آپ کو دیکھا تو کہا کہ ان کا خاوند کنویں سے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری بھی پہنچا اور آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو دیکھ کر بے ساختہ کہا الحمد للہ۔ پھر کہا کہ آج میرے سوا کسی کے گھر معزز مہمان نہیں ہونگے۔ پھر وہ کھجور کی ایک پھلوں سے لدی ہوئی ٹہنی آپ کے پاس لائے اور سامنے رکھ کر کہا کھائیے اور خود چھری لے کر چل پڑا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "دیکھو! دودھ والا جانور نہ ذبح کرنا۔ اس نے آپؐ کے لئے ایک بکری ذبح کی پھر سب نے کھجوریں اور بکری کا گوشت کھایا اور پانی پی کر سیر ہو گئے۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے ابو بکرؓ اور عمرؓ سے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم سے قیامت کے دن اس انعام کے متعلق بھی سوال ہوگا۔ دیکھو تم گھر سے بھوکے نکلے تھے پھر گھر جانے سے قبل تمہیں یہ نعمت ملی۔ (مسلم کتاب الأشربہ باب ما یفعل الضیف اذا اتبعہ غیر من دعاہ)

☆......☆......☆......☆

حضرت میمونؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس سے ایک فقیر گزرا۔ آپ نے اس کو ایک روٹی دی۔ پھر ایک اور شخص گزرا جس کے کپڑے غریبانہ تھے۔ حضرت عائشہؓ نے اس کو بٹھا کر کھانا کھلایا۔ کسی نے فرق کی وجہ پوچھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہوا تھا کہ ہم لوگوں سے ان کی حیثیت کے مطابق سلوک کیا کریں"۔

(ابوداؤد کتاب الأدب۔ فی تنزیل الناس منازلھم)

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

رمضان المبارک۔ دعاؤں کا مہینہ

(نصیر احمد قمر)

یہ دنیا دار المحن اور دار الابتلا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وقت کا اگلا لمحہ اپنی اوٹ میں اس کے لئے کیا کیا دکھ، مسائل، پریشانیاں اور حوادث چھپائے ہوئے ہے۔ اور اگر بعض اوقات کسی حد تک انسان کو مستقبل کے خطرات اور مصائب و آلام کا اندازہ ہو بھی جائے تو کوئی شخص یہ طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اپنی قوت اور اپنی تدبیروں سے ان خطرات کو ٹلا سکے یا ان مصائب سے محفوظ رہ سکے۔ انسان کی حیثیت ہی کیا ہے؟ اس کا کچھ بھی تو اس کا اپنا نہیں۔ اس کی فکر و نظر کی صلاحیتیں، اس کی تمام استعدادیں، تمام قویٰ سب کچھ خداتعالیٰ کی عطا ہے۔ وہ جب چاہے اس کی صلاحیتوں کو سلب کر سکتا ہے۔ اس کی قوتوں کو مفلوج کر سکتا ہے۔ پھر بہت سے طبعی حوادث اور آسمانی آفات ایسی ہوتی ہیں کہ ایک انسان تو کیا سارے انسان مل کر بھی انہیں نہیں ٹلا سکتے۔ غرضیکہ آپ جتنا اپنے وجود پر غور کریں اتنا ہی اپنی بے حیثیتی اور خداتعالیٰ کی قدرت اور اس کی رحمت اور کبریائی کا احساس اور عرفان نصیب ہوتا چلا جاتا ہے اور انسان کے لئے کسی قسم کے کبر یا نخوت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام صاحب عرفان لوگ ہمیشہ خداتعالیٰ سے مدد اور اس کی حفاظت کے طالب رہتے ہیں اور ان میں سب سے بڑھ کر صاحب عرفان ہمارے سید و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ چنانچہ آپ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ خداتعالیٰ کے ذکر اور اس کے حضور دعاؤں میں وقف تھا۔ اور آپ بڑی کثرت سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ دعا کا تعلق نزول بلا سے ہے۔ جب کوئی مصیبت آ پکڑتی ہے تو لوگ دعاؤں اور صدقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں حالانکہ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا محتاج ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "مصیبت کے وارد ہونے سے پہلے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ خوف و خطر میں مبتلا ہونے کے وقت ہر شخص دعا اور رجوع الی اللہ کر سکتا ہے۔ سعادت مندی یہی ہے کہ امن کے وقت دعا کی جائے"۔

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"انسان کو چاہئے کہ کسی مشکل میں پڑنے کے بغیر بھی دعا کرتا رہے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ خداتعالیٰ کے کیا ارادے ہیں اور کل کیا ہونے والا ہے۔ پس پہلے سے دعا کرو تا بچائے جاؤ۔ بعض وقت بلا اس طور پر آتی ہے کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا۔ پس اگر دعا کر رکھی ہو تو اس آڑے وقت میں کام آتی ہے۔

قرآن مجید میں جہاں روزوں کی فرضیت اور شہر رمضان کی فضیلت اور برکات کا ذکر فرمایا گیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے قرب کی بشارت دیتے ہوئے یہ اعلان فرمایا ہے کہ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ سے ہی ﴿سَمِیْعُ الدُّعَاء﴾ اور مُجِیْبُ الدَّعْوَات ہے لیکن رمضان مبارک اور روزوں کے بیان میں قبولیت دعا کا ذکر ایک خاص مضمون پیدا کرتا ہے اور روزوں کے ساتھ قبولیت دعا کے گہرے تعلق پر روشنی ڈالتا ہے۔

اس جگہ ایک اور اہم نکتہ بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں خصوصیت سے آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے یہ خبر دی کہ ﴿اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ. اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ جب تجھ سے میرے بندے سوال کریں تو مَیں یقیناً قریب ہوں۔ مَیں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ گویا آنحضرت ﷺ کے وسیلہ کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کیونکہ آپ کا وجود مبارک اور آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اس بات پر شاہد تھا کہ خداتعالیٰ کے ساتھ آپ کا زندہ اور کامل تعلق ہے۔ اور وہ ہمیشہ آپ کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ آپ کی دعاؤں کا ہی اعجاز تھا کہ صدیوں کے روحانی مردے زندہ ہوگئے اور گونگوں اور بہروں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ پس ہمیں یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دعائیں بھی قبول ہوں اور خداتعالیٰ آپ کی فریادوں کو سُنے اور اپنے افضال و انوار نازل فرمائے اور آپ کا معین و مددگار ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے وہ گُر سیکھیں جو خدا کے ہاں شرف قبولیت پاتے ہیں۔ آپ کی پیروی اور اطاعت کے طفیل ان فریادوں، ان التجاؤں پر خداتعالیٰ کی نظر کرم ہو گی اور آپ کی دعاؤں کو قوت پرواز عطا ہو گی اور ملاءِ اعلیٰ میں خدائے محسن و منان کے ہاں مقبول ہو کر آپ کی دنیا و عاقبت کے سنورنے کے سامان ہونگے۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کی پاک دعائیں احادیث میں محفوظ ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے امید ہے کہ احباب رمضان کے ان نہایت مبارک ایام میں خصوصیت سے یہ دعائیں کر کے ان سے وابستہ برکات کو حاصل کرنے کی سعی کریں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے کچھ ایسے کلمات بتائیں جو مَیں صبح کے وقت اور شام کے وقت دہرایا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کہا کرو:

"اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر کے جاننے والے، ہر چیز کے ربّ اور اس کے مالک، مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ مَیں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان اور اس کے ساتھیوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ کلمات صبح بھی پڑھا کرو اور شام کے وقت بھی اور اس وقت بھی جب تم اپنے بستر پر جاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دُعا کے لئے ایسے کلمات پسند فرمایا کرتے تھے جو جامع ہوں اور انسان کی تمام حاجات و مہمات پر حاوی ہوں۔ چنانچہ ایک ایسی ہی دُعا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دعا کثرت سے یہ کیا کرتے تھے کہ "اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔ اے اللہ تُو ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ چنانچہ حضرت انسؓ کا یہ طریق تھا کہ آپ جب بھی کوئی دعا کرتے تو یہ دُعا بھی ضرور کیا کرتے تھے۔ اس دُعا میں لفظ حَسَنَۃ بہت ہی پیارا ہے اور جامع لفظ ہے جو ہر خیر کے عطا ہونے اور شر سے محفوظ رہنے کے معنے بھی رکھتا ہے۔

حضرت طارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! جب مَیں اپنے ربّ سے دُعا کروں تو کیا عرض کیا کروں؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تم یہ کہا کرو کہ اے اللہ تُو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت بخش اور مجھے رزق عطا فرما۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "یہ دُعا تیرے لئے دنیا و آخرت کو جمع کر دے گی"۔

رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی بات سکھائیں جو مَیں اللہ سے طلب کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: "سَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ"۔ اللہ سے عافیت طلب کیا کریں۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ مَیں کچھ دنوں کے بعد پھر حاضر ہوا اور دوبارہ یہی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا: "اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! آپ اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگا کریں"۔

سُبحان اللہ! حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کی کیسی پاکیزہ تربیت فرمائی تھی۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی کیسی محبت راسخ کر دی تھی اور وہ کس طرح حضور اکرمؐ سے دُعاؤں کے ڈھنگ سیکھا کرتے تھے اور معلوم کیا کرتے تھے تا وہ بھی ان دُعاؤں کو دہرایا کریں۔ صحابہ رسول کا یہ جذبہ اور یہ پاکیزہ اسوہ بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

حضرت شہر بن حوشبؒ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ اے امّ المومنین! جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس آیا کرتے تھے تو زیادہ تر کونسی دعا پڑھا کرتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا کہ آپؐ اکثر یہ دُعا کیا کرتے تھے: "یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ"۔ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثبات عطا فرما۔

آج کے مادہ پرست دور میں جبکہ معاشرہ میں ہر طرف شیطانی خیالات کا زور ہے اور باطل قوتیں کئی انداز میں لوگوں کو خدا کے دین سے برگشتہ کرنے کے لئے زور مار رہی ہیں یہ دُعا غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے تُو ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف پھیر دے۔

حضور اکرم ﷺ کی پاکیزہ دعاؤں کا ذکر کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے۔ ہمیں امید ہے کہ افراد جماعت حتی المقدور ان دُعاؤں کو حفظ کر کے انہیں مبارک کلمات میں خداتعالیٰ کی جناب سے خیر و برکت کے طالب ہوتے ہونگے۔ لیکن اس وقت رسول اللہ ﷺ کی رحمت کے ایک اور خاص پہلو کا تذکرہ مقصود ہے۔ آپؐ کی شفقتیں بے انتہا ہیں اور کسی کے بس میں نہیں کہ ان کا احاطہ کر سکے۔ دیکھیں آپ کی نظر امت کے ان کمزوروں کی طرف کیسے رحمت سے پڑتی ہے جو خواہش کے باوجود ان تمام دعاؤں کو یاد نہیں کر سکتے۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بڑی کثرت سے دُعائیں کیا کرتے تھے اور ہمارے لئے ممکن نہیں تھا کہ ان سب دعاؤں کو یاد رکھ سکتے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں کی ہیں ہم انہیں حفظ نہیں کر سکتے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ بتاؤں جو ان سب دعاؤں پر حاوی ہے؟ تم یہ کہا کرو کہ:

" اے اللہ مَیں تجھ سے ہر وہ خیر طلب کرتا ہوں جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے طلب کی تھی اور ہر اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس شر سے بچنے کے لئے تیرے نبی محمد ﷺ نے تیری پناہ طلب کی تھی۔ اور تو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور بلاغ تیرا ہی کام ہے اور اللہ کے سوا کسی کو کوئی طاقت اور غلبہ حاصل نہیں"۔

سبحان اللہ! ہمارے محبوب آقا، رحمۃ للعالمین ﷺ کے ہم پر کس قدر احسانات ہیں۔ امت پر آپ کی کتنی شفقتیں ہیں۔ آپؐ نے کیسی جامع دعا ہمیں سکھا دی۔

اے اللہ تیرے پیارے رسول نے یہ دعائیں مانگیں ہم تیرے ادنیٰ بندے اور تیرے رسولؐ کے ادنیٰ غلام ہیں۔ ہمیں بھی یہ دعائیں کرنے کی توفیق بخش اور اپنے فضل اور رحم سے ہمارے حق میں ان دعاؤں کا فیض جاری فرما کہ تو دعاؤں کو بہت سننے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"ہمارے پاس قرآن کریم جواہرات کی ایک کان ہے جس سے نئے نئے جواہر نکلتے ہیں۔ (فضائل القرآن)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر ضرور تمہیں ملے گا

اللہ تعالیٰ کی صفات رازق اور رزّاق کے متعلق آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کا تذکرہ

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان۔ تحریک جدید کی مالی قربانی میں پاکستان تمام ممالک میں اول نمبر پر رہا۔ پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں امریکہ اول اور جرمنی دوسرے نمبر پر آیا۔ تحریک جدید کے مالی جہاد میں اب تک تین لاکھ ۳۷ ہزار ۶۰۰ سے زائد افراد شامل ہو چکے ہیں۔ پاکستان کی جماعتوں میں ربوہ نمبر ایک پر رہا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲؍نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲؍نبوت ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

اس سے پہلے جو خطبہ میں سبوحیت کا مضمون جاری تھا ابھی اس کا کچھ حصہ باقی تھا جو تقریباً ایک خطبہ کا یا اس سے کچھ کم مواد ہے لیکن آج چونکہ تحریک جدید کے سال کا اعلان ہونا ہے اس لئے ہم نے اس کی مناسبت سے رزاقیت کی صفت کے اوپر خطبہ کا مضمون چنا ہے۔ اَلرَّازِقُ وَالرَّزَّاقُ۔ مفردات امام راغب میں لکھا ہے: رزق کا لفظ کبھی جاری عطا کے لئے بولا جاتا ہے خواہ وہ دنیوی عطا ہو یا اُخروی اور کبھی نصیب یعنی حصہ کے لئے بولا جاتا ہے اور کبھی خوراک کے لئے جو پیٹ میں جاتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ﴾۔ اس سے مراد ہے اپنے مال، عزت اور علم وغیرہ میں سے خرچ کرو۔ رَازِق، روانی پیدا کرنے والے اور روزی عطا کرنے والے اور روزی کا سبب بننے والے کے لئے بولا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی طرح رَازِق کا لفظ اُس انسان کے لئے بھی بولا جاتا ہے جو رزق کے دوسرے تک پہنچنے کا وسیلہ بنتا ہے مگر رَزَّاق کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جب رزق عطا کرتا ہے تو اس کے آگے دینے والا بھی ایک قسم کا رازق بن جاتا ہے مگر رَزَّاق نہیں ہو سکتا، رَزَّاق وہی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لسان العرب کے مطابق رَازِق اور رَزَّاق اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں کیونکہ وہ سب مخلوق کو روزی دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں پہلی آیت سورۃ البقرہ کی تیسری اور چوتھی آیات ہیں ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ. الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (یہ) وہ کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت سعید الطائی کہتے ہیں کہ اُن سے اَبُوکَبْشَہ الأنْمَاری نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کا مال صدقہ دینے کی وجہ سے کم نہیں ہوتا"۔ یہ تو ہمارا تجربہ ہے ہمیشہ صدقہ کے نتیجہ میں مال بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔ "جب بھی کسی بندے پر ظلم ہوتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی عزت اَور بڑھا دیتا ہے۔ جب کوئی شخص سوال کا دروازہ (اپنے لئے) کھول لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے"۔ یہ بھی بالکل روزمرہ کے تجربہ میں بات ہے جو ایک دفعہ سوال کی عادت ڈالے وہ ہمیشہ بھوکا ننگا ہی رہتا ہے اور سوال کے نتیجہ میں اس کے رزق میں اضافہ نہیں ہوتا۔

راوی بیان کرتے ہیں: "مَیں تمہیں ایک اَور بات بتاتا ہوں اُسے بھی یاد رکھنا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: دنیا میں چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ نے مال اور علم عطا کیا ہو اور وہ اُن کے بارہ میں اپنے ربّ کے تقویٰ سے کام لیتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا بھی ایک حق ہے۔ یہ شخص سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔

دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے علم تو عطا کیا ہے لیکن مال عطا نہیں کیا مگر اس کی نیت نیک ہے۔ وہ خواہش رکھتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو مَیں بھی فلاں شخص جیسے عمل بجالاؤں۔ پس اُس سے اُس کی نیت کے مطابق معاملہ کیا جائے گا اور اُن دونوں کا اجر برابر ہوگا۔

تیسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال عطا کیا ہو لیکن علم عطا نہ کیا ہو۔ وہ اپنے مال کو بے سوچے سمجھے خرچ کرتا ہے۔ اس کے بارہ میں نہ تقویٰ اللہ سے کام لیتا ہے اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ اور نہ یہ جانتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا بھی کوئی حق ہے۔ ایسا شخص بدترین مقام پر ہے۔

چوتھا وہ شخص جسے اللہ نے نہ مال عطا کیا ہے اور نہ علم۔ مگر وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو مَیں بھی فلاں شخص کی طرح عمل کرتا۔ اُس سے اُس کی نیت کے مطابق معاملہ ہوگا اور ان دونوں کا بوجھ برابر ہوگا۔ (ترمذی۔ کتاب الزھد)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

"تیسری صفت متقی کی اس مقام پر یہ بیان کی گئی ہے کہ ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں"۔ ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ میں سے یہ نکتہ آپ نے نکالا ہے جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی سارا رزق تو دینے کی ان کو توفیق نہیں مگر جو بھی خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ "متقی کی چونکہ ابتدائی منازل میں نظر بہت وسیع نہیں ہوتی اور خدا شناسی کے مکتب میں ابھی اس کے داخلہ کا ہی ذکر ہے اس لئے فرمایا کہ جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا ہے وہ اس میں سے کچھ ہماری راہ میں دیتا ہے۔ اصل میں حق تو یہ تھا کہ سب کا سب ہی دے دیتا کیونکہ جس کا دیا ہے اسی کو دیتا ہے"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"سب کچھ تری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے"۔ پس حقیقت تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے مگر بہرحال اللہ ہی کا حکم ہے کہ اپنے لئے بھی رکھو، اپنے بال بچوں کے لئے بھی رکھو اور فقیر نہ چھوڑو پچھلے لوگوں کو۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے اس کے عطا کردہ سارے رزق کو واپس نہیں کرتے کیونکہ اس نے ہمیں اپنی قوت کے لئے بھی رزق دیا ہے، ہمیں زندہ رہنے کے لئے بھی رزق دیا ہے، ہمیں اپنے اہل و عیال کو زندہ رکھنے کے لئے بھی رزق دیا ہے۔ پس یہ سارا رزق ﴿مِمَّا﴾ کے تابع ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے کچھ ضرور خدا تعالیٰ کو واپس لوٹاؤ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل لکھتے ہیں: "یہ نکتہ ایک دفعہ حضرت اقدس نے بیان فرمایا تھا یہاں رزق سے مراد صرف خوردنی اشیاء ہی نہیں ہیں بلکہ ہر ایک نعمت جو خدا کی طرف سے انسان کو ملی ہے وہ مراد ہے۔ یعنی وہ ہمہ تن بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے تیار رہتا ہے اور ہر ایک گوشہ اور پہلو سے اس خدمت کو بجالاتا ہے۔ اس کی نظیر نبی کریم ﷺ کی تعلیم ہے جو کہ انسان کو ہر حال اور مذاق کے موافق آپ نے دی ہے آپ کے انفاق سے جیسے ایک تاجر اسلامی اصول کے موافق تجارت کر کے

خدا کی رضا حاصل کرتا ہے ویسے ایک جنگجو جنگ کی تعلیم لے کر رضائے الٰہی کو حاصل کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے اپنی عادتوں کو بدلنا، اخلاق رذیلہ کو چھوڑ دینا یہ بھی ایک انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اسی طرح زبان سے نیک باتیں لوگوں کو بتلانی اور برائیوں سے روکنا بھی اس میں داخل ہے اگر خدا نے علم دیا ہے تو اسے لوگوں کو پڑھاوے اگر مال و دولت دی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقوں سے اس کے محل پر صرف کرے"۔

اب ہمارے ملک کی خاص طور پر ہندوستان کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص علم دیا ہے اس کو وہ عطائی طور پر سینہ بسینہ آگے چلاتے ہیں، اس ڈر کے مارے کہ کوئی دوسرا اس علم سے فائدہ اٹھا کر ان کے برابر دولت نہ کمانے لگ جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ علم محدود ہو کے رہ گیا اور آگے نہیں بڑھا۔ یورپین اقوام نے اس نکتہ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے جو کچھ ان کو علم ملا انہوں نے اسی وقت اس کی اشاعت کی بلکہ تجربہ کے لئے بلایا کہ تم بھی تجربہ کر کے دیکھ لو یہ بالکل اسی طرح ہے۔ اس کے نتیجہ میں دیکھو زمین آسمان کا فرق پڑ گیا ہے۔ کہاں مشرقی دنیا جو اپنے علم کو روک رکھنے کے نتیجہ میں انتہائی فلاکت کا شکار ہو چکی ہے اور کہاں مغربی دنیا جو علم کو جاری کرنے کے نتیجہ میں کتنی بڑی نعمتوں سے استفادہ کر رہی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی چھوٹی سے نصیحت پر بھی اگر عمل کیا جائے تو اس کے بہت عظیم الشان فوائد پہنچتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول آگے یہ شعر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج فرماتے ہیں۔

زبذل مال درراہش کسے مفلس نمی گردد　　　خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کسی کو مفلس ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ خدا خود می شود ناصر۔ اللہ خود ہی اس کا ناصر ہو جاتا ہے اگر وہ ہمت پیدا کرے۔ "فی زمانہ حال انفاق کا بڑا محل یہ ہے"۔ فی زمانہ حال یعنی آج کل کے زمانہ میں "انفاق کا بڑا محل یہ ہے کہ اپنے حوصلوں کو وسیع کر کے اسے الٰہی سلسلہ احمدیہ کی اشاعت کے واسطے مال و زر دیا جاوے اس وقت بھی جس نے مال و زر سے پیار نہ کیا اور دین کی خدمت میں اسے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے صَرف کیا وہی اعلیٰ مرتبہ پا گیا اور صدیق بنا۔ اب بھی جو کرے گا بنے گا اور خدا اس کی محنت اور سعی کو ضائع نہ کرے گا"۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۶۱ تا ۶۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ رزق سے مراد صرف مال نہیں بلکہ جو کچھ ان کو عطا ہوا۔ علم، حکمت، طبابت یہ سب کچھ رزق میں ہی شامل ہے۔ اس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ انسان نے اس راہ میں بتدریج اور زینہ بہ زینہ ترقی کرنا ہے"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۴۶) بتدریج اور زینہ بہ زینہ ترقی کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ مال خرچ کرنے میں خدا کی راہ میں شروع میں زیادہ تنگی محسوس ہوتی ہے اور جوں جوں خرچ کرتا چلا جاتا ہے اس کا دل کھلتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تھوڑا خرچ کرنے والے بھی بالآخر بہت کچھ خدا کی راہ میں فنا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

"دوسری جزو اس تقویٰ کی ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ ہے جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ عام لوگ رزق سے مراد اشیاء خوردنی لیتے ہیں یہ غلط ہے۔ جو کچھ قویٰ کو دیا جائے وہ بھی رزق ہے علوم و فنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں یا جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو، رزق میں حکومت بھی شامل ہے"۔

اب یہ ایک بہت عظیم نکتہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غالباً اس مضمون میں پہلی بار عطا فرمایا ہے کہ حکومت جس کو عطا ہوتی ہے وہ بھی رزق ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کا بھی حق ادا کرنا پڑے گا۔ اگر تمہیں امین سمجھ کے حکومت دی گئی ہے تو یہ خدا تعالیٰ کا انعام ہے تم پر، تمہیں اس میں سے بہرحال تقویٰ کے ساتھ اس کا پورا حق ادا کرنا ہوگا۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر یہاں تک بھی فرمایا کہ "اخلاق فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں"۔ جن کو اخلاق فاضلہ نصیب ہوں وہ بھی ایک قسم کا رزق ہے خدا کی طرف سے۔ اور اس میں سے جو کچھ ہم نے دیا وہ خرچ کرتے ہیں۔ یعنی اخلاق فاضلہ سے پیش آتے ہیں اور جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ اخلاق سکھائے ہیں وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ "روٹی سے روٹی دیتے ہیں، علم سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں جو اپنے مال میں سے کسی کو نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضائقہ کرے۔ محض اس خیال سے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نہ کرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جائے گی یا آمدنی میں فرق آ جائے گا شرک ہے کیونکہ اس صورت میں وہ ایک علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بھی بخیل ہے اخلاق دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاق فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔ وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں، بلکہ شجاعت، مروّت، عفت، جس قدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں"۔ ان کا برمحل استعمال کیا جائے۔ "مثلاً عقل دی گئی ہے اور کوئی دوسرا شخص جس کو کسی امر میں واقفیت نہیں اس کے مشورہ کا محتاج ہے اور یہ اس کی نسبت پوری واقفیت رکھتا ہے تو اخلاق کا تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ اپنی عقل سلیم سے اس کو پوری مدد دے اور اس کو سچا مشورہ دے۔ لوگ ان باتوں کو معمولی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا کیا بگڑتا ہے اس کو خراب ہونے دو۔ یہ شیطانی فعل ہے۔ انسانیت سے بعید ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بگڑتا دیکھے اور اس کی مدد کے لئے تیار نہ ہو۔ نہیں، بلکہ چاہئے کہ نہایت توجہ اور دلدہی سے اس کی بات سنے اور اپنی عقل و سمجھ سے اس کو ضروری مدد دے"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷/اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا کہ اگر کوئی بوڑھی عورت بھی رستہ میں آپ کو روک دیتی تھی کہ میری بات سنیں تو بڑی توجہ سے کھڑے ہو کر اس کی بات سنتے تھے۔ ایک بھکاری بھی کھڑا کر کے روک لیا کرتا تھا تو اس کی بھی توجہ سے بات سنا کرتے تھے۔ تو یہ عالم باعمل کی مثال ہے۔ جو علم سکھاتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعینہ اس پر خود بھی عمل کر کے دکھاتے تھے۔

سورۃ البقرہ ۲۳ویں آیت: ﴿الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾۔ جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو (تمہاری بقا کی) بنیاد بنایا۔ اب آسمان بنیاد تو نہیں ہے وہ تو چھت کی طرح ہے لیکن اس پر انسانی بقا کی بنیاد ہے اور اس میں بہت سے راز مضمر ہیں کہ کس طرح انسان کو جو خدا تعالیٰ نے آسمان عطا فرمایا ہے اس سے روحانی رزق بھی اترتا ہے جسمانی رزق بھی اترتا ہے ہر قسم کی بقا اس سے وابستہ ہے۔ بادل بھی دیکھو کس طرح اڑ کے اوپر چلے جاتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ دوبارہ ان کو پانی کی صورت میں اتار دیتا ہے۔ بجلیاں جو کڑکتی ہیں ان کے ذریعہ جو پانی بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے جو کام ہیں وہ حیرت انگیز ہیں اور عجیب ہیں۔ خدا تعالیٰ کے صرف ایک ہی کام پر غور کرتے چلے جاؤ تو لامتناہی سلسلہ ہے تو ﴿بِنَآءً﴾ سے مراد آسمان کو بنیاد نہیں فرمایا بلکہ رزق کی بنیاد اور عطا کی بنیاد بنایا ہے۔

پھر فرماتا ہے اور ہر طرح کے پھل تمہارے لئے بطور رزق نکالے۔ اب کتنے پھل انسان کھاتا ہے اور غور بھی نہیں کرتا کہ مَیں کیوں کھا رہا ہوں، کہاں سے آئے ہیں۔ ہر روز مٹی میں سے وہ پھل نکلتے ہیں اور آدمی کبھی سوچتا بھی نہیں کہ روزمرہ مٹی میں سے ہر قسم کے انگور، سیب، مختلف ذائقوں والے پھل، کیلے وغیرہ یہ سب پیدا ہو رہے ہیں اور انسان کو یہ خیال نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ نے ہماری خاطر کتنا حیرت انگیز نظامِ معیشت جاری فرمایا ہے۔ پس یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کے شریک نہ بناؤ۔

خالد کے بیٹوں حبّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سواء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ یہ حضرت خالد بن ولید نہیں بلکہ اور دوسرے خالد ہیں جو خود صحابی نہیں تھے مگر ان کے بیٹے حبّہ اور سواء صحابی تھے۔ انہوں نے کہا ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے۔ آپ کوئی کام کر رہے تھے۔ ہم نے آپ کی مدد کر دی۔ آپؐ نے فرمایا جب تک تمہارے سروں میں جنبش باقی ہے رزق سے مایوس نہ ہونا کیونکہ انسان کو جب اس کی ماں جنم دیتی ہے تو وہ نہایت بے سروسامانی کی حالت میں محض گوشت کا لوتھڑا

ہوتا ہے اوراس پر کوئی چیتھڑا تک بھی نہیں ہوتا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا فرماتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سرکس میں تم لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ جانور کس طرح اپنے مالک کے حکم کے ماتحت چلتے ہیں حالانکہ اس مالک نے نہ جان دی ہے، نہ وہ کھانے پینے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ جب ایک معمولی (احسان) سے اس کی اس قدر اطاعت کی جاتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ انسان اپنے مولیٰ کریم پر فدا نہ ہو جس نے اُسے حیات بخشی، رزق دیا، پھر قیام کا بندوبست کیا۔......... دیکھو! اس نے تم پر کیسے کیسے احسان کئے ہیں، تمہارے لئے زمین بنائی جو کیسی اچھی آرامگاہ ہے۔ پھل پھول اور طرح طرح کی نباتات پیدا کرتی ہے جسے تم کھاتے ہو۔ پھر آسمان کو بنایا جیسے ایک خیمہ ہے۔ وہ زمین کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ پھر بادلوں سے پانی اُتارا۔ اِس سے رنگارنگ کے پھل اُگائے۔ یہ فضل ہوں اور پھر تم اس کا نِدّ بناؤ۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ نِدّ بنانا کیا ہے؟ سنو! یہ کہنا کہ دوست آگیا، اس کی خاطر تواضع میں نماز رہ گئی"۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں اکثر یہ دیکھا جاتا ہے لوگ رات کو بیٹھے گپیں مارتے رہتے ہیں اور دیر میں سوتے ہیں اور پھر کہتے ہیں صبح کی نماز رہ گئی تو یہ ساری باتیں آپ کو پیش نظر رکھنی چاہئیں۔

"خاطر تواضع میں نماز رہ گئی بچوں کے کپڑوں اور بیوی کے زیوروں کی فکر تھی نماز میں شامل نہ ہو سکا، رات کو ایک دوست سے باتیں کرتے کرتے دیر ہو گئی اِس لئے صبح کی نماز کا وقت نیند میں گزر گیا۔ غور کرو اس دوست یا اس شخص نے جس کے لئے تم نے خدا کے حکم کو ٹالا، ویسے احسان تمہارے ساتھ کئے ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے تم سے کئے؟ اِسی طرح آجکل مجھے خط آرہے ہیں کہ بارش ہو گئی ہے، تخم ریزی کا وقت ہے، اگر آپ اجازت دیں تو روزے پھر سرما میں رکھ لیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کے احکام کا استخفاف ہے، توبہ کرلو۔ یہ اپنے دنیاوی کاموں کو خدا کا نِدّ بنانا ہے جو کفرانِ نعمت ہے۔"

(الفضل۔ ۲۰/اگست ۱۹۱۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اے لوگو! اس خدا کی پرستش کرو جس نے تم کو پیدا کیا..... عبادت کے لائق وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا یعنی زندہ رہنے والا وہی ہے، اُسی سے دل لگاؤ۔ پس ایمانداری تو یہی ہے کہ خدا سے خاص تعلق رکھا جائے اور دوسری سب چیزوں کو اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا جائے اور جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت اُنہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بُت پرستی ہے۔ بُت پرستی کے یہی تو معنے نہیں کہ ہندوؤں کی طرح بُت لے کر بیٹھ جائے اور اس کے آگے سجدہ کرے۔ حد سے زیادہ پیار و محبت بھی عبادت ہی ہوتی ہے۔"

(الحکم۔ جلد ۱۲۔ نمبر ۴۸۔ بتاریخ ۲۲/اگست ۱۹۰۸ء۔ صفحہ ۱)

اب سورۃ البقرہ کی ۱۷۳ویں آیت ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ﴾۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

اب رزق تو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا دیا ہے مگر ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ تو رزق میں سے گندی چیزیں بھی ہوتی ہیں اور حلال ہونے کے باوجود ان میں کچھ گند پایا جاتا ہے مثلاً گوہ حلال ہے مگر مکروہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ تمہارے لئے ہم نے حلال بھی بہت پیدا کیا ہے لیکن حلال میں سے طیّب بھی بہت ہیں جو حلال سے بھی اوپر درجہ کا رزق ہے۔ تو مومنوں کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے رزق میں سے بہترین چیزیں استعمال کیا کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس مال میں سے کوئی چیز عطا کرے بغیر اس کہ اس نے اس کا سوال کیا ہے تو اسے وہ چیز قبول کرلینی چاہئے کیونکہ وہ تو ایک رزق ہے جسے اللہ اس کے پاس ہانک کر لایا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین)

تو یاد رکھو خواہش کر کے کسی سے مانگنا یہ گناہ ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے لیکن جو خود اپنی خوشی سے پیش کر دیتا ہے اس کا انکار بھی گناہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اسے خود ہانک کر تمہارے پاس لایا ہے۔

حضرت خالد بن جُہَنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جسے اپنے بھائی کی طرف سے کوئی چیز ملے، بغیر اس کے کہ اُس نے سوال کیا ہو، یا دل میں اس کی طمع رکھی ہو۔ یہ طمع رکھنے والا معاملہ بھی بہت سنجیدہ ہے۔ سوال نہ بھی کرے اگر دل میں طمع ہو کہ مجھے بھائی کچھ دے گا تو یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ اگر ایسا نہ ہو طمع بھی نہ ہو اور سوال بھی نہ ہو تو اُسے وہ قبول کرلینی چاہئے اور واپس نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہ تو ایک رزق ہے جسے اللہ تعالیٰ اس کے پاس ہانک کر لایا ہے۔ (مسند احمد، مسند الشامیین)

سورۃ البقرہ کی آیت ۲۵۵: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی تجارت ہو گی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت۔ اور کافر ہی ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا۔

(بخاری کتاب الایمان باب انما الأعمال بالنیات)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ کا حکم دیتے تو ہم میں سے بعض بازار چلے جاتے اور بار برداری اور مُد (جو ایک پیمانے کا نام ہے) کے برابر کماتے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

اب کیسا عظیم الشان آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کو حسن خلق بھی عطا کیا اور خودداری بھی عطا کی۔ اگر صدقہ دینے کے پیسے نہیں ہوتے تھے تو بازار جا کر لکڑیاں چن لیتے تھے اور کچھ کما کے لے آتے تھے اور اس میں سے پھر آگے صدقہ ادا کیا کرتے تھے۔ اور آگے پھر یہ بھی ہے کہ آج یہ حال ہے کہ ان لوگوں کے پاس جو ایسا کیا کرتے تھے اب لاکھوں ہے۔ پس احمدیوں کو بھی اس سے نصیحت پکڑنی چاہئے۔ بہت سے احمدی ہیں جو لکھ پتی ہو چکے ہیں اللہ کے فضل سے، لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ماں باپ بہت خدمت گزار اور دین کی خاطر خرچ کرنے والے اور محنت کی کمائی کو خرچ کرنے والے تھے۔ تو یہ انعام بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ان نیک آباء واجداد کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور ان کے لئے بھی دعائیں کرو۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے اموال کو زکوٰۃ ادا کر کے محفوظ کرلو"۔ زکوٰۃ سے مال محفوظ ہوتے ہیں اور بڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ کا لفظی ترجمہ بھی ہے "بڑھوتی"۔ پس سُود سے مال گھٹتے ہیں اور زکوٰۃ سے بڑھتے ہیں۔ پس فرمایا "اپنے اموال کو زکوٰۃ ادا کر کے محفوظ کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقات کے ذریعہ بھی کرو اور مختلف علاقوں پر موج در موج آنے والی آفات کا مقابلہ دعاؤں اور تضرّعات کے ذریعہ کرو۔ (مراسیل ابوداؤد)

اب بھی جو مختلف آفات نازل ہو رہی ہیں بہت خوفناک قسم کی ہمارے ملک نے بھی اس سے حصہ پاتا ہے اور افغانستان وغیرہ نے بھی۔ تو موج در موج بلائیں جو نازل ہو رہی ہیں تو آنحضرت ﷺ کی نصیحت ہے کہ صدقے اور دعاؤں کے ذریعہ ان کو ٹالنے کی کوشش کرو۔

"پانچواں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھہرایا ہے یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿جَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ﴾ "یعنی اپنے

MTA + DIGITAL CHANNELS skydigital

You can now watch MTA on 13°E and on Sky 28.2°E in UK and Europe.
We supply and install all makes, for fixed or motorised systems across UK and Europe.
Installation engineer's phone numbers as listed:

UK ENGINEER LIST		EUROPE ENGINEER LIST	
London:	0208 480 8836	France:	01 60 19 22 85
London:	07900 254520	Germany:	08 25 71 694
London:	07939 054424	Germany:	06 07 16 21 35
London:	07956 849391	Italy:	02 35 57 570
London:	07961 397839	Spain:	09 33 87 82 77
High Wycombe:	01494 447355	Holland:	02 91 73 94
Luton:	01582 484847	Norway:	06 79 06 835
Birmingham:	0121 771 0215	Denmark:	04 37 17 194
Manchester.	0161 224 6434	Sweden:	08 53 19 23 42
Sheffield:	0114 296 2966	Switzerland:	01 38 15 710
W.Yorkshire:	07971 532417		
Edingburgh:	0131 229 3536		
Glasgow:	0141 445 5586		

PRIME TV
B4U
SONY
BANGLA TV
ARY DIGITAL
ZEE TV

MAIL ORDER
EXPORT
SMS, Unit 1A Bridge Road
Camberley, Surrey. GU15 2QR. UK
Tel: 01276 20916 Fax: 01276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

اموال اور جانوں کے ذریعہ اس کی خاطر جہاد کرو۔ "﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ "اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے وہ اس کی راہ میں خرچ کرو۔ "﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ "اور جو بھی ہماری خاطر جہاد کرتے ہیں اور جدوجہد کرتے ہیں ہمارا کام ہے کہ ہم ان کو اپنی راہوں کی ہدایت دیں۔ یعنی "ی اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ اور جو کچھ ہم نے عقل، علم اور فہم اور ہنر تم کو دیا ہے وہ سب خدا کی راہ میں لگاؤ۔ جو لوگ ہمارے راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجالاتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۴۱۸۔۴۱۹)

۵/جولائی ۱۹۰۳ء کو اپنی مجلس میں فرمایا: "قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم ﷺ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت میں چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے"۔ اب دیکھو یہ وہی پیسہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مانگ رہے تھے اب لاکھوں، کروڑوں روپوں میں تبدیل ہو چکا ہے۔ تو اس طرح اصل برکت تو وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض سے ہم پا رہے ہیں۔ اپنے نفس میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر کوئی بڑائی پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ وہی ابتداء کے چند پیسے ہی ہیں جو لاکھوں روپوں، کروڑوں روپوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ النحل آیت ۷۶ میں فرماتا ہے: ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ . اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ . بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾۔ نیز اللہ مثال بیان کرتا ہے ایک بندے کی جو کسی کی ملکیت ہو اور وہ کسی چیز پر کوئی قدرت نہ رکھتا ہو اور اس کی بھی جسے ہم نے اپنی جناب سے اچھا رزق عطا کیا ہو اور وہ اس میں سے خفیہ طور پر بھی خرچ کرتا ہو اور علانیہ بھی۔ کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں؟ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر اُن میں سے نہیں جانتے۔

اس آیت سے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اَور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اَور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے، اس کا مال و متاع برباد کر"۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول الله فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی) ۔ اب یہ جو دو فرشتے اترتے ہیں اس کو ظاہر پر محمول نہیں کرنا چاہئے۔ فرشتے تو ہر حال میں انسان کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ نزول سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم لے کر اترتے ہیں۔ تو نزول ہمیشہ اللہ کی طرف سے زمین کی طرف نازل ہونے والی چیز کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیا جاتا ہے۔ پس فرشتے بھی نزول کرتے ہیں۔ یہ معنے ہیں کہ خدا کے حکم سے بندوں کو دیتے ہیں اور خدا کے حکم سے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ صدقہ کرنا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کوئی طاقت نہ پائے؟ فرمایا: اپنے ہاتھوں سے کام کر کے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ اگر اس کی بھی استطاعت نہ رکھے یا ایسا نہ کرے، اُس کے لئے کیا حکم ہے؟۔ فرمایا: دوسرے عاجز محتاج کی مدد کرے۔ لوگوں نے پھر عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ کرے تو؟۔ آپؐ نے فرمایا: نیکی کرے یا یہ فرمایا کہ معروف کا حکم دیا کرے۔ لوگوں نے پھر کہا کہ اگر یہ بھی نہ کرتا ہو تو۔ فرمایا: برائی سے بچتا رہے، یہی اُس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ان مثالوں میں مشرکین عرب کو سمجھایا ہے کہ تم بھی ہو اور ایک طرف حضرت نبی کریم ﷺ اور ان کی جماعت ہے ان میں خدا تعالیٰ کی تعظیم کا کام کون کر رہا ہے اور مخلوق کی بہتری کی فکر کس کو ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جناب رسالت مآب ہی بنی نوع انسان کی ہمدردی کے کام فرما رہے ہیں۔ خدا نے زبان اور استطاعت دونوں فریق کو دی مگر ایک گروہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے اور دوسرا ہے جو مال و جان نثار کر رہا ہے۔ خدا کے حضور وہ عزت پائے گا جو کام کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انتخاب کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کا کارکن، جاں نثار، آمر بالعدل، صالح العمل بندہ ہے۔"

(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان۔ ۱۰/فروری ۱۹۱۰ء)

اب اس میں یہ نکتہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی کسی بندے کو یونہی منتخب نہیں کر لیتا اس کے اندر کچھ صلاحیتیں ہوتی ہیں جن کے پیش نظر ان کا انتخاب کرتا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ "مولیٰ کا کارکن، جانثار، عامل بالعدل"۔ عدل کی ہدایت کرنے والے صالح العمل بندہ تھے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا انتخاب فرمایا۔

پھر سورۃ الذاریات آیت ۵۸۔۵۹: ﴿مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَمَآ أُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ . اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾۔ مَیں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں لیکن اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا ہے صاحب قوت اور مضبوط صفات کا مالک ہے۔

حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے اونی کپڑے اوڑھ رکھے تھے۔ آپؐ نے اُن کی بدحالی سے اندازہ لگا لیا کہ یہ ضرورت مند ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی مگر لوگوں نے کچھ سستی سے کام لیا جس کی وجہ سے آپؐ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ پھر انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی لئے حاضر ہوا جس میں کچھ چاندی کے سکے تھے۔ پھر ایک اَور شخص آیا۔ اسی طرح لوگ آتے چلے گئے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے چہرے سے خوشی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اسلام میں کسی اچھی سنّت کی بنیاد ڈالی، اور اس کے بعد اس سنّت پر لوگوں نے عمل کرنا شروع کر دیا تو اس پر عمل کرنے والے ہر شخص کے اجر کے برابر اُس سنّت کے جاری کرنے والے کو بھی اجر ملے گا جبکہ اس سے اُن عمل کرنے والوں کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اور جس نے اسلام میں کسی بُری سنّت کی بنیاد ڈالی اور اُس کے بعد اس پر عمل ہونا شروع ہو گیا تو جتنا گناہ اُس سنّت پر عمل کرنے والے کو ہوگا، اُسی قدر اُس بُری سنّت کو جاری کرنے والے کو بھی گناہ پہنچے گا جبکہ اُن کے گناہوں کے بوجھوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(مسلم۔ کتاب العلم)

علامہ فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ گزشتہ آیات میں بیان کردہ امور کی وجہ سے فرمایا گیا ہے کہ "عدم طلب رزق کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے"۔ یعنی رزاق سے مراد یہ نہیں ہے کہ کوئی مانگے تو اس کو رزق دیتا ہے۔ دنیا کی بھاری اکثریت بلکہ جانور تک سب کو رزق عطا فرماتا ہے تو اس کو رزاق کہتے ہیں۔ تو بن مانگے رزق عطا کرنے والا ہے۔ "اور اللہ تعالیٰ کا قول ذوالقوۃ عدم طلب عمل کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ جو رزق مانگتا ہے وہ فقیر اور محتاج ہوتا ہے اور جو کسی عمل کی کسی

جرمنی کے احباب کے لئے سنہری موقع

Microsoft Certified Professional IT Training Centre

گورنمنٹ جرمنی کا تسلیم شدہ ایجوکیشن سنٹر

Tel :0049+511+404375 & 0049+1703826764 Fax: 0049-511-4818735

E-mail: Khalid@t-online.de Ehrharstr.4 30455 Hannover

(Telekommonikationstechnik) کا جدید ترین کالج

Informatiker , IT- System-Elektroniker and other neu IT-Profession's

Arbeitsamts سے اپنے تعلیمی اخراجات دلوانے کے لئے مزید معلومات ہمارے دفتر سے حاصل کریں

Fach Informatiker, IT-System-Electroniker and other neu IT-Profession's

in only 4 weeks IHK Certificate for (MCSE+MCDBA IT-System Administrator)

For (MCSE+CCNA+CCNP IHK-Certificate in 4 weeks Netzwerk Administrator)

فرانکفورٹ اور اس کے گردونواح میں رہنے والے احباب

ہمارے بیت السبوح کے ساتھ ملحقہ دفتر سے تفصیلی معلومات مندرجہ ذیل پتہ پر حاصل کر سکتے ہیں

Ask Consultants

Bertaung. Finanzdienstleistungen & Immobiliengesellschaft

حکومت جرمنی ذاتی مکان خریدنے والوں کی ایک لاکھ مارک اور زائد رقم سے بھی یہ مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

ذاتی مکان خریدنے، بنانے نیز قرضہ کی سہولت اور حکومت سے حاصل ہونے والی مدد کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Khawaja Mohammad Aslam & Ahsan Sultan Mahmood Kahloon

Berner Strasse 60 - 60437 Frankfurt am Main. Tel 069-950 95940

دوسرے شخص سے خواہش کرتا ہے وہ ایسا عاجز ہوتا ہے جس کوئی طاقت نہیں ہوتی تو نتیجہ یہ نکلتا ہے گویا اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں ان سے کسی قسم کا رزق نہیں چاہتا کیونکہ مَیں رزاق ہوں اور نہ مَیں ان سے کسی عمل کا خواہشمند ہوں کیونکہ مَیں طاقتور ہوں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے صحابہ کی جو تربیت فرمائی اس میں یہ بھی تھی کہ کسی سے مانگا نہ کرو۔ ایک صحابی کا ذکر آتا ہے کہ ایک گھوڑے پہ سوار جا رہے تھے ان کے ہاتھ سے سانٹا گر گیا تو آپ اترے، گھوڑے کو کھڑا کیا اور وہ سانٹا اٹھا کر پھر سوار ہو گئے۔ ایک لڑکا جا رہا تھا اس نے کہا آپ نے مجھے کہہ دیا ہوتا مَیں آپ کا سانٹا اٹھا کے پکڑا دیتا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ مجھے آنحضرت ﷺ نے تربیت دی ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ کسی سے سوال نہیں کرنا۔

الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اَعْطَیْتُکُمْ کُلَّ النَّعِیْمِ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ۔ مَیں نے تم کو ہر قسم کی نعمتیں دیں جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا اور وہ جو ایمان لائے ان کے لئے بخشش اور باعزت رزق ہے۔

پھر سورۃ الذاریٰت آیت ۵۸۔۵۹: ﴿مَا اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ. اِنَّ اللّٰہَ ھُوَالرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ﴾۔ مَیں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں لیکن اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا ہے صاحب قوت اور مضبوط صفات کا مالک ہے۔

اب ان آیات کریمہ اور حدیث میں ان کی تشریح کے بعد اب میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک سو بیس ممالک کو تحریک جدید میں شمولیت کی توفیق مل چکی ہے۔ موصولہ رپورٹوں کے مطابق ۳۱؍اکتوبر ۲۰۰۱ء تک جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی کل وصولی ۲۱ لاکھ ۴۵ ہزار ۴۰۰ پاؤنڈ ہے یعنی تحریک جدید کی صرف جو وصولی ہے یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے ایک لاکھ ۷۰ ہزار ۸۰۰ پاؤنڈز زیادہ ہے۔ الحمد للہ۔

پاکستان نے امسال بھی مسلسل نامساعد حالات کے باوجود حیرت انگیز قربانی پیش کی ہے۔ گزشتہ سال پاکستان کی جماعتوں میں ربوہ تیسرے نمبر پر تھا۔ اس وقت مَیں نے ربوہ کو توجہ دلاتے ہوئے کہا تھا کہ ربوہ اب بھی اوّل آسکتا ہے۔ چنانچہ جو رپورٹ آئی ہے اس کے مطابق الحمد للہ ربوہ نے دوران سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی کوشش کی ہے اور ہر طبقہ نے بڑھ کر قربانی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں ربوہ تیسری سے پہلی پوزیشن پر آگیا ہے۔

امریکہ امسال بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان سے باہر کے ممالک میں دنیا بھر کی تمام جماعتوں میں اول رہا ہے۔ اور اس نے جرمنی کو ایک لاکھ دس ہزار پاؤنڈ سے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ تحریک جدید کے مالی نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۳ لاکھ ۷۳ ہزار ۶۰۰ سے تجاوز کر چکی ہے۔ یعنی یہ افراد ہیں جنہوں نے نومبایعین میں سے بھی اور سب نے پرانوں میں سے بھی مل کر اب تحریک جدید کے مالی جہاد میں حصہ لیا ہے۔ گزشتہ سال کے مقابل پر امسال ۲۷ ہزار نئے افراد شامل ہوئے ہیں۔ اس اضافہ میں پاکستان اور ہندوستان کی جماعتوں نے نمایاں کام کیا ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتیں، پاکستان، امریکہ، جرمنی، انگلستان۔ انگلستان کا اکثر چوتھا نمبر ہی آتا ہے۔ کینیڈا، انڈونیشیا، ہندوستان، ماریشس، سوئٹزرلینڈ اور ابوظہبی ہیں۔ پاکستان کی جماعتوں میں جنہوں نے نمایاں کام کئے ہیں ان میں سے پہلی دس جماعتیں یہ ہیں۔ ربوہ، لاہور، کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ، کوئٹہ، گوجرانوالہ، اوکاڑہ، سرگودھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضل سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

بقیہ: مسائل اعتکاف از صفحہ نمبر ۱۱

یعنی معتکف کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے۔ جنازہ میں شامل نہ ہو۔ اپنی بیوی کے پاس مباشرت وغیرہ کی غرض سے نہ جائے۔ مسجد سے انسانی حوائج پیشاب قضائے حاجت وغیرہ کے سوا باہر نہ جائے۔ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔ اسی طرح اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھنا چاہئے جہاں نماز باجماعت ہوتی ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"جب بھی مَیں قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی۔ (آپ ٹھہرنے کو روا نہ سمجھتیں)۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اس کا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔

سوال: اعتکاف کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کے طریق کے مطابق ہو اور جو حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

یہ مکمل اور سنت کے مطابق اعتکاف ہے۔ لیکن اگر کوئی اس کے لئے اپنے حالات کے اعتبار سے گنجائش نہ پائے تو اس میں کمیاں کی جاسکتی ہیں مثلاً اگر کوئی پورا عشرہ نہ بیٹھ سکے تو وہ حسب گنجائش ۹ دن، ۸ دن، ۷ دن اور اس سے بھی کم دن اعتکاف بیٹھ لے تو اللہ تعالیٰ کے حضور سے ایسا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا تو اپنا وقت مسجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف کرکے اپنی کوشش کے مطابق اعتکاف کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو پورا سالم دن اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکتے تو انہیں جتنی گھڑیاں مسجد میں عبادت میں میسر آسکتی ہیں یہ ان کی سعادت کا موجب ہوں گی، انشاء اللہ۔

ائمہ سلف نے ان حالات میں ایسی رعایتوں کی تصریح کی ہے اور اعتکاف کے جذبہ کو قوی رکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کے پہلو کو ترجیح دی ہے۔

سوال: کیا حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہ ہو تو معتکف دُور بھی جاسکتا ہے؟

جواب: حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہیں تو دور فاصلہ پر جاسکتے ہیں لیکن فراغت کے بعد فوراً مسجد میں واپس آجائیں۔

سوال: کیا معتکف جماعتی میٹنگ یا جماعتی کاموں کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے؟

جواب: جہاں تک ممکن ہو حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور کام کے لئے مسجد سے باہر نہ جائے ورنہ مسنون اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔ ہاں وقتی اعتکاف یعنی مسجد کی عبادت کا ثواب میسر آسکتا ہے۔

سوال: کیا اعتکاف کی حالت میں مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا اور بال کٹوانا درست ہے۔ کیا اس سے آداب مسجد میں کوئی حرج لازم نہیں آتا؟

جواب: اعتکاف کی حالت میں بال کٹوانے اور حجامت بنوانے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ مسجد کے اندر اسے ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ امر مسجد کے احترام اور اس کے آداب کے خلاف ہے۔ اکثر علماء امت کا یہی مسلک ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالک کی شرح اوجز المسالک میں لکھا ہے:

"وَیُکْرَہُ حَلْقَ الرَّأْسِ فِیْہِ مُطْلَقًا اَیْ مُعْتَکِفًا کَانَ اَوْ غَیْرَ مُعْتَکِفٍ......... وَذٰلِکَ لِحُرْمَۃِ الْمَسْجِدِ"۔ (اوجز المسالک)

یعنی مسجد میں بال کٹوانا ناپسندیدہ ہے۔ یہ ممانعت مسجد کے احترام کے پیش نظر ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کیونکہ حجامت بنوانا منافی اعتکاف نہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو حالت اعتکاف میں جب بالوں میں کنگھی کرنا ہوتی تو آپؐ اپنا سر مسجد سے باہر کر دیتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اپنے حجرہ میں ہوتیں آپ کو کنگھی کر دیتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ معتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا:

"سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے"۔ (بدر ۲۱؍فروری ۱۹۰۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ .... ایک دفعہ رسول کریم ﷺ دوسروں کو قبولیت دعا کا وقت بتانے کے لئے باہر نکلے تھے مگر اس وقت دو آدمی آپس میں لڑتے ہوئے آپؐ نے دیکھے تو فرمایا کہ تم کو دیکھ کر مجھے وہ وقت بھول گیا ہے مگر اتنا فرمادیا کہ ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں وہ وقت ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ ان راتوں کے علاوہ بھی وہ وقت آتا ہے مگر رمضان کی آخری راتوں میں قبولیت دعا کا خاص وقت ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تجربہ کی بنا پر فرمایا کہ ستائیسویں کی رات کو یہ وقت ہوتا ہے۔ (الفضل ۳؍نومبر ۱۹۱۲ء)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

مسائل اعتکاف

اعتکاف کے لغوی معنے کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں اَللَّبْثُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِیَّةِ الْاِعْتِکَافِ.

(ہدایۃ باب الاعتکاف)

یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَعَہِدْنَا اِلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَہِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ﴾

(البقرہ:۱۲۶)

ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق آتا ہے ﴿وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَہْلِہَا مَکَانًا شَرْقِیًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِہِمْ حِجَابًا﴾۔ (سورۃ مریم:۱۷۔۱۸)

یعنی حضرت مریمؑ کچھ عرصہ کے لئے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر عبادت کی خاطر ایک الگ تھلگ مقام کی طرف چلی گئی تھیں۔ جہاں انہیں ایک عظیم فرزند کی بشارت ملی تھی۔

آنحضرت ﷺ کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غارِ حرا میں یاد خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ کا اعتکاف ہی تھا۔

اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اعتکاف کے بارہ میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ. ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ"۔

(بخاری و مسلم ،کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر)

آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں۔

آنحضرت ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:

"قِیْلَ لِیْ اَنَّہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَعْتَکِفَ فَلْیَعْتَکِفْ. فَاعْتَکَفَ النَّاسُ مَعَہٗ"۔ (مسلم باب فضل لیلۃ القدر)

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔ چنانچہ صحابہؓ آپ کے ساتھ اس آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں:

"اِعْتَکَفْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ. قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ وَاِنِّیْ نُسِّیْتُہَا فَالْتَمِسُوْہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِی الْوِتْرِ. فَاِنِّیْ رَاَیْتُ اَنِّیْ اَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَطِیْنٍ...... الخ"۔ (بخاری باب الاعتکاف۔مسلم فضل لیلۃ والحث علی طلبہا......الخ)

یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ ۲۰ر رمضان کی صبح کو ہم اعتکاف سے باہر نکل آئے۔ اس پر حضور ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ مَیں نے خواب میں لیلۃ القدر دیکھی لیکن مجھے وہ دن یاد نہیں رہا۔ البتہ اس قدر یاد ہے کہ مَیں اس رات پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں (یعنی اس رات بارش ہو گی) تو تم آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

☆......اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ (فقہ مذاہب اربعہ صفحہ ۹۸۶ اُردو)

تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ کم از کم اعتکاف دس دن کا ہو۔ حدیث میں ہے:

"کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَۃَ اَیَّامٍ فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْہِ اِعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ"۔

(بخاری کتاب الاعتکاف فی العشر)

یعنی حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے البتہ جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ بیس (۲۰) دن کا اعتکاف بیٹھے۔

☆......اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ آپ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ ۲۰ر رمضان کی صبح کو اعتکاف بیٹھا جائے۔

☆......آنحضرت ﷺ نماز فجر کے بعد اپنے معتکف میں قیام پذیر ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے:

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانَ فَاِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ حَلَّ مَکَانَہُ الَّذِیْ اعْتَکَفَ فِیْہِ"۔ (بخاری کتاب الاعتکاف فی شوال)

ایک روایت میں ہے کہ: "اِذَا اَرَادَ اَنْ یَعْتَکِفَ صَلَّی الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَکَفَہٗ"۔

(مسلم باب متی یدخل من اراد الاعتکاف)

رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے معتکف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے۔

☆......اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے ﴿وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ﴾ (بقرہ:۱۸۸)۔ کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا فِیْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ"۔

(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض)

"مسجد کے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔ (الفضل ۶ مارچ ۱۹۶۲ء)

☆...... عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ ہدایہ میں ہے: "اَمَّا الْمَرْاَۃُ تَعْتَکِفُ فِیْ مَسْجِدِ بَیْتِہَا"۔ (ہدایۃ باب الاعتکاف)

☆...... معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ عام نہانے اور بال کٹوانے کے لئے بھی مسجد سے باہر نہیں جانا چاہئے۔ البتہ ضروری امور مثلاً وضو، غسل جنابت کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔

☆......اعتکاف کے دوران اگر عورت کو ماہواری شروع ہو جائے تو وہ اعتکاف ترک کر دے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہو گا۔

☆...... معتکف ذکر الٰہی اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرے۔ فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا درست نہیں اور نہ بالکل خاموش رہنا درست ہے کیونکہ اسلام میں "چپ" کا روزہ نہیں۔

"وَلَا یَتَکَلَّمُ اِلَّا بِخَیْرٍ وَیُکْرَہُ لَہُ الصَّمْتُ لِاَنَّ صَوْمَ الصَّمْتِ لَیْسَ بِقُرْبَۃٍ"۔

(ہدایۃ باب الاعتکاف)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

اعتکاف کی اہمیت

رسول کریم ﷺ نے معتکف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ عَنْ عَطَاءِ الْخَرَاسَانِیِّ قَالَ اِنَّ مِثْلَ الْمُعْتَکِفِ مِثْلُ المحرمِ اَلْقٰی نَفْسَہٗ بَیْنَ یَدَیِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَا ابرح حَتّٰی تَرْحَمَنِیْ"۔

(درمنثور جلد اول زیر آیت وانتم عافکون فی المساجد)

یعنی معتکف کلی طور پر اپنے آپ کو خدا کے حضور میں ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا مجھے تیری ہی قسم مَیں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ تُو مجھ پر رحم فرمائے۔

نیز فرمایا: "مَنِ اعْتَکَفَ یَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ اَبْعَدُ مِمَّا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ"۔

(درمنثور جلد اول بحوالہ طبرانی اوسط و بیہقی)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن اعتکاف بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں بنا دے گا جن کے درمیان مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہو گا۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ ہُوَ یَعْتَکِفُ عَنِ الذُّنُوْبِ وَیَجْرِیْ لَہٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّہَا"۔

(ابن ماجہ کتاب الاعتکاف باب ثواب الاعتکاف)

یعنی رسول مقبول ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسے ان نیکیوں کا جو اس نے اعتکاف سے پہلے بجا لائی تھیں اسی طرح اجر ملتا رہتا ہے جیسا کہ وہ اب بھی بجا لا رہا ہے۔

☆......☆......☆......☆

سوال: کیا یہ جائز ہے کہ جامع مسجد کے سوا کسی قریبی مسجد میں اعتکاف بیٹھا جائے؟

جواب: صحتِ اعتکاف کے لئے ضروری شرط ایسی مسجد ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہے۔

ابوداؤد کی حدیث ہے کہ:

"لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا فِیْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ"۔

(ابوداؤد المعتکف یعود المریض)

یعنی اعتکاف ایسی مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ قریباً سارے ائمہ اس رائے پر متفق ہیں۔ (نیل الاوطار)

سوال: کیا ایسی جگہ جہاں مسجد نہ ہو گھر میں اعتکاف بیٹھا جا سکتا ہے؟

جواب: جب باقاعدہ عام مسجد میسر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کر لی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کے حالات کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے۔

سوال: کیا عورت گھر میں خلوت والی جگہ

میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟

جواب: اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کے لئے رہائش کا معقول انتظام نہیں تو عورت گھر میں ایک خاص جگہ مقرر کر کے وہاں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

ہر احمدی گھرانے میں جہاں تک ممکن ہو سکے ایک ایسی جگہ ہونی چاہئے جو مسجد البیت (گھر کی مسجد) کے طور پر ہو۔ گھر کی عورتیں وہاں نماز پڑھیں اور مرد سنتیں اور نوافل وغیرہ ادا کریں اور مشکلات کے موقع پر وہاں خلوت گزیں ہو کر دعائیں کی جائیں۔ یہ طرز عمل بڑی برکات کا موجب ہے اور صحابہ کا اکثر اس کے مطابق عمل تھا۔

سوال: کیا بوڑھے آدمی کے لئے جس کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہے بغیر روزے کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے؟

جواب: عام حالات میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں "لَااعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ"۔

(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض)

آیت کریمہ ﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرہ: ۱۸۸) کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت ﷺ یا آپ کے صحابہؓ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور ائمہ میں سے امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگان کی بھی یہی رائے ہے۔ اس کے برعکس حسن بصریؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اعتکاف کے لئے روزہ کو شرط نہیں مانتے۔ یہ بزرگ اپنی رائے کی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ میں نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی کیا میں نذر پوری کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک رات اعتکاف میں گزاری۔

(بخاری کتاب الاعتکاف باب اذا نذر فی الجاھلیۃ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری نہیں کیونکہ رات کو روزہ نہیں رکھتے۔ اسی بنا پر ان ائمہ کے نزدیک دو گھڑی بھی اعتکاف جائز ہے۔

سوال: اعتکاف کے دوران کیا انسان رات مسجد میں چارپائی بچھا کر سو سکتا ہے؟

جواب: اعتکاف کے دنوں میں ضرورت پڑنے پر مسجد کے کسی کونے میں یا کسی اور مناسب جگہ میں چارپائی بچھا کر سونا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ ایسا کرنے سے مسجد میں نماز پڑھنے والوں کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔

حدیث میں آتا ہے: "اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ وَيُوْضَعُ لَهُ سَرِيْرُهُ وَرَاءَ اُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ"۔

(ابن ماجہ کتاب الاعتکاف باب فی المعتکف یلزم مکانا من المسجد، و نیل الاوطار)

یعنی حضور ﷺ جب اعتکاف شروع فرماتے تو آپ کے لئے بستر بچھایا جاتا اور ایک ایسے ستون کی اوٹ میں آپ کی چارپائی بچھائی جاتی جس کا نام توبہ کا ستون تھا۔ (ایک مشہور واقعہ کی وجہ سے اس ستون کا نام استوانۃ التوبہ پڑ گیا تھا)

سوال: حدیث میں آتا ہے کہ معتکف حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ حوائج ضروریہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: حدیث کے الفاظ ہیں:

"كان لا يدخل البيت الا لحاجة الانسان اذا كان معتكفا"۔

(مسلم کتاب الطہارۃ جواز غسل الحائض رأس زوجھا ......الخ صفحہ ۱۱۲)

یعنی آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔

انسانی حاجت سے کیا مراد ہے۔ اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے۔ اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایک ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر محلہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے۔ اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔ ان کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دعا میں شامل ہونے، بال کٹوانے، کھانا کھانے (سوائے اس کے کہ مجبوری ہو مثلاً گھر سے کھانے لانے والا کوئی نہ ہو)، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلی انقطاع کی کیفیت اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

سوال: اعتکاف سے متعلق مشہور ہے کہ شاذونادر حالات کے سوا معتکف مسجد سے باہر نہ جائے۔ شاذونادر حالات کی مثال قضائے حاجت کے لئے باہر جانا یا عدالت میں کسی ضروری شہادت کی غرض سے جس میں التواء کی صورت نقصان دہ ہو یا بعض نے جنازہ کے لئے بھی اجازت دی ہے۔ یہ پابندی نہ ہو تو اعتکاف کی غرض و غایت مفقود ہو جاتی ہے لیکن بعض بزرگ ان پابندیوں کی پرواہ نہیں کرتے اور بعض تو دفتر میں جا کر اپنا دفتری کام بھی کر لیتے ہیں۔ صحیح صورت حال کی وضاحت کی جائے؟

جواب: کلی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت ﷺ کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے نہ بیمار کی عیادت کے لئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے باہر جا سکتا ہے اور حوائج ضروریہ سے مراد بیت الخلاء جانا ہے۔

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے۔ بعض اور ضرورتوں کے لئے بھی معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ خاص طور پر ضروری شہادت کے لئے جانے کی اہمیت مسلّم ہے کیونکہ:

(الف) ممانعت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا کوئی صریح ارشاد موجود نہیں۔

(ب) اعتکاف کا لغوی مفہوم صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان عبادت کی نیت سے مسجد میں کچھ عرصہ کے لئے بیٹھ رہے۔

(ج) بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیش نظر بھی مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آپ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب واپس ہونے لگیں تو آپ انہیں گھر تک پہنچانے آئے حالانکہ گھر مسجد سے کافی دور تھا۔

(ابوداؤد باب المعتکف یدخل البیت لحاجۃ)

(د) جس امر کے لئے جائز ہونے کا ائمہ میں سے کوئی امام قائل ہو اس کے متعلق اصول یہ ہے کہ ضرورت اور مجبوری کے حالات میں اسے اختیار کرنے کا عمل روحانی ترقی اور ثواب کے حصول کے منافی نہیں۔ سابقہ ائمہ میں سے جو لوگ اس قسم کے استثناء اور ضرورت کے لئے مسجد سے باہر آنے کے جواز کے قائل ہیں ان کے نام یہ ہیں:

حضرت علیؓ، سعید بن جبیرؒ، قتادہ بن ابراہیم نخعیؒ، حسن بصریؒ اور امام احمدؒ۔

(اوجز المسالک صفحہ ۱۱۲)

پس جو لوگ اپنے بعض ضروری کاموں کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کا عین سنت کے مطابق اعتکاف نہیں بیٹھ سکتے وہ ان دلائل کے پیش نظر دوسرے درجہ کے اس اعتکاف میں شامل ہو سکتے ہیں تا کہ ثواب سے وہ بکلی محروم نہ رہیں۔ ایسی صورت میں وہ اعتکاف کی نیت کرتے وقت اپنے بعض ضروری کاموں کے لئے مسجد سے باہر جانے کی استثناء کی نیت کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات کا تعلق بھی غالباً اسی دوسرے درجہ کے اعتکاف سے ہے جن میں بعض دوسری ضروریات کے لئے مسجد سے باہر جانے کی اجازت کا ذکر ہے۔

سوال: کیا اعتکاف کی صورت میں کالج میں درس و تدریس کے لئے جانا جائز ہے؟

جواب: بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجا آوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیش نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

اعتکاف کے لغوی معنی یہ ہیں کہ انسان ثواب اور عبادت سمجھ کر کچھ دیر کے لئے مسجد میں مقیم رہے اس لئے عبادت کی نیت سے چند منٹ کا قیام بھی اعتکاف ہوگا۔ لیکن مسنون اعتکاف جو رمضان کے آخری عشرہ میں اختیار کیا جاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ضروری یا طبعی حوائج کے علاوہ باقی کسی وجہ سے بھی مسجد سے باہر نہ نکلے اور ضروری حوائج میں کالج آکر سبق دینا یا سننا شامل نہیں۔ حدیث میں آتا ہے:

"اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَاَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ اِلَّا لِمَا لَابُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ"۔ (ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض)

اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"اِنْ كُنْتُ لَاَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيْضُ فِيْهِ فَمَا اَسْاَلُ عَنْهُ اِلَّا وَ اَنَا مَارَّةٌ"۔ (ابن ماجہ کتاب الصوم باب فی المعتکف یعود المریض...... الخ صفحہ ۱۲۷)

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

KMAS TRAVEL DARMSTADT
Germany (Worldwide Service)
Phono: 06150-866391 Fax: 06150-866394

بقر عید پر اور موسم بہار کی چھٹیوں میں پاکستان جانے والے احباب سستی / رعایتی ٹکٹ کے حصول کے لئے ابھی سے اپنی نشست بک کروالیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ شکریہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

بقیہ :خلاصہ درس القرآن از صفحہ نمبر۲

ان کی سمجھ سے باہر ہوتے ہیں۔

آیت ۱۳۴: اس کی تشریح میں حضور نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں بارشوں کی وجہ سے نچلے علاقوں میں جو بیماریاں پیدا ہوئیں اور کئی قسم کے جانور مینڈکوں وغیرہ نے بہت زور مارا۔ یہی آسمان سے جاری ہونے والی قدرتیں ایک موقعہ پر آکر نشان بن جاتی ہیں۔ اور نشان اس طرح بنتی ہیں کہ خدا ان کے متعلق پہلے سے خبر دیتا ہے۔ مثلاً طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ طاعون تو آتے رہتے ہیں مگر مجھے پہلے سے کس طرح خبر مل گئی اور میرے آدمی کس طرح محفوظ رہے ہیں۔ پس حضرت موسیٰ کے وقت میں بھی آپ کے آدمی مقابلۃً محفوظ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے کی تاریخ ہمارے پاس محفوظ نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی سنت تو ہمارے پاس محفوظ ہے۔ یقیناً حضرت موسیٰؑ کی امت سے استثنائی سلوک ہوا ہوگا اور وہ جو عذاب آئے ان سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہوگا یا شاذ کے طور پر پہنچا ہوگا تاکہ لوگ ان میں اور دوسروں میں فرق کو دیکھ لیں۔

حضور ایدہ اللہ نے لفظ ﴿اَلطُّوْفَانَ﴾ کی حل لغات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اَلطَّوْفُ کسی چیز کے گرد چکر لگانا۔ جِنّ، خیال اور حادثہ کو بطور استعارہ طَائِف کہا جاتا ہے۔ ﴿اَلطُّوْفَانَ﴾ وہ مصیبت یا حادثہ جو انسان کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لے۔ جب بھی ایسی بلائیں ہوں جو قوم کو گھیرے میں لے لیں اور نکلنے کی راہ نہ چھوڑیں تو ان کے لئے عربی میں لفظ طوفان استعمال ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے ﴿اَلْجَرَادُ﴾ کی لغوی تحقیق بھی پیش فرمائی۔ ﴿اَلْجَرَادُ﴾ ٹڈی۔ اس کا واحد جَرَادَةٌ ہے۔ جَرَدَ الْاَرْضُ ٹڈی دل زمین سے گھاس چٹ کر گئی اور زمین ننگی ہو گئی۔ ہو سکتا ہے جَرَادُ جَرَدَ سے مشتق ہو جس کے معنی ننگا کرنے کے ہیں۔ اور چونکہ ٹڈی زمین کی روئیدگی کو کھا کر اسے ننگا کر دیتی ہے اس لئے جَرَادٌ کہا گیا۔ اَرْضٌ مَجْرُوْدَةٌ وہ زمین جس کی روئیدگی ٹڈیوں نے کھا کر صاف کر دی ہو۔

(مفردات امام راغب)

اسی طرح ﴿اَلْقُمَّلُ﴾ کے متعلق فرمایا کہ اَلْقُمَّل: صِغَارُ الذُّبَابِ چھوٹی مکھیاں۔ اَلْقَمْلُ جُوں۔ رَجُلٌ قَمِلٌ۔ جس کے سر میں جوئیں پڑ جائیں اسے رَجُلٌ قَمِلٌ کہتے ہیں۔ اِمْرَأَةٌ قَمِلَةٌ: صَغِيْرَةٌ قَبِيْحَةٌ۔ چھوٹے قد کی بدصورت عورت۔ (مفردات امام راغب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿اَلطُّوْفَانُ﴾: بہت سیلاب پانی کا۔ نوحؑ کے قصہ میں آتا ہے ﴿فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ (عنکبوت:۱۵)۔ طوفان موت اور طاعون کو بھی کہتے ہیں۔ اَلْجَرَادُ: جرد کہتے ہیں چھیل دینے کو۔ ﴿اَلْقُمَّلُ﴾: گھن، سوس، ٹڈی دل کے چھوٹے بچے، چچڑی۔ ﴿اَلدَّمُ﴾: نکسیر کا مرض۔ بعض کہتے ہیں پانی گندہ ہو کر سرخ ہو جاتا تھا۔ یہ معنے بھی صحیح ہیں۔ بحر احمر مشہور ہے"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰/ستمبر ۱۹۰۹ء)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس پانی میں سرخ مٹی اوپر کے پہاڑوں کی شامل ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ خون نظر آتا تھا۔ اس خوف کی وجہ سے وہ ڈر گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایسے عذاب ہمیشہ نازل ہوا کرتے ہیں۔ ہماری عمر میں بار ہا ٹڈی دل آیا اور کھیت والوں کے لئے عذاب کا باعث ہوا۔ جب کثرت سے بارشیں ہوتی ہیں اور نشیب زمین نمناک ہو جاتی ہے وہاں مینڈک علی العموم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب عفونت زیادہ ہو جاتی ہے وہاں قسم قسم کے ہُوام (کیڑے مکوڑے) حشرات الارض، چچڑیاں بہت پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ سب عذاب ہیں"۔

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب پہلے سے پیشگوئیاں ہوں تو یہی عذاب بنتے ہیں ورنہ یہ موسموں کے ردّوبدل ہیں۔

چونکہ عام طور پر درس میں یہ دستور ہے کہ ہر اتوار کو آخری پندرہ منٹ میں حاضرین کو درس سے متعلق امور میں سوال کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر کہ اگر کسی نے سوال دریافت کرنا ہو تو وہ کر لے۔ دو سوال پیش ہوئے جن کے حضور ایدہ اللہ نے جوابات ارشاد فرمائے۔ مزید کوئی سوال نہ ہونے کی وجہ سے حضور نے فرمایا کہ بقیہ وقت میں ہم درس کو جاری رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی **آیت ۱۳۵** کی تلاوت و ترجمہ کرتے ہوئے بتایا کہ جب بھی ان پر عذاب نازل ہوتا تو وہ کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے اس وعدہ کے نام پر جو اس نے تیرے ساتھ کیا ہے دعا کر۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو پیشگوئیاں کرنے والا ہے اسی سے ان کے بداثرات کو دُور کرنے کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی ایسا ہی ہوا۔ طاعون کی پیشگوئی تو آپؑ نے کی تھی اور لوگ کئی دفعہ طاعون کے مریض کو اٹھا کر آپؑ کے پاس لے آتے تھے اور پھر آپؑ کی دعا سے انہیں شفا بھی ہو جاتی تھی۔ پس حضرت موسیٰؑ کا واقعہ اس دَور میں بھی پورا ہو چکا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس آیت کے اہم الفاظ کی حل لغات بھی پیش فرمائی۔ لفظ ﴿وَقَعَ﴾ کے تعلق میں فرمایا کہ اَلْوُقُوْعُ کسی چیز کا ثابت ہونا، کسی چیز کا نیچے گرنا۔ وَقَعَ الطُّيُوْرُ پرندے گر پڑے۔ اَلْوَاقِعَةُ ایسا سانحہ جس میں سختی ہو، قرآن کریم میں ہے ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ﴾۔ وَقَعَ الْمَطَرُ بارش ہوئی۔

حضور نے رِجز کے معنی بھی بتائے۔ ﴿اَلرِّجْزُ﴾ کے اصل معنی اضطراب کے ہیں اور اسی سے رَجَزَ الْبَعِيْرُ ہے۔ جس کے معنی ہیں ضعف کے سبب چلتے اونٹ کی ٹانگیں کپکپا گئیں۔ نَاقَةٌ رَجْزَآءُ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو کمزوری کے باعث چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ﴿عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٍ﴾ میں لفظ رِجْزِ زلزلہ کی طرح کے عذاب سے کنایہ ہے۔ اور ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ میں بعض نے کہا کہ یہاں رِجْزٌ سے مراد بُت ہیں۔ اور بعض نے اس سے ہر وہ عمل مراد لیا ہے جس کا نتیجہ عذاب ہو۔ اور گناہ کو بھی انجام کے لحاظ سے عذاب کہا جا سکتا ہے۔ اور ﴿وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ﴾۔ اس میں ﴿رِجْزَ الشَّيْطٰنِ﴾ سے مراد خواہشات نفسانی ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے کفر، بہتان طرازی اور فساد انگیزی وغیرہ گناہ مراد ہیں۔ اور شعر کی ایک بحر کا نام بھی رَجَز ہے جس میں شعر پڑھنے سے زبان میں اضطراب سا معلوم ہوتا ہے۔

آیت ۱۳۷: کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے ﴿اَغْرَقْنَاهُمْ﴾ کے تحت لفظ غَرَق کے لغوی معنی بیان فرمائے۔ اَلْغَرَقُ پانی میں تہہ نشین ہو جانا، کسی مصیبت میں گرفتار ہونا۔ غَرِقَ فُلَانٌ يَغْرَقُ غَرَقًا فلاں پانی میں ڈوب گیا۔ قرآن کریم میں ہے ﴿حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ﴾۔ استعارہ کے طور پر احسان کے زیر بار ہونے کے لئے بھی اَلْغَرَقُ آتا ہے۔ فُلَانٌ غَرِقَ فِي نِعْمَةِ فُلَانٍ۔ اسی طرح ﴿اَلْيَمّ﴾ کے متعلق فرمایا کہ یہ لفظ دریا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور سمندر کے لئے بھی۔ ﴿دَمَّرْنَا﴾ کے تحت فرمایا کہ اَلتَّدْمِيْر کے معنی ہیں کسی چیز پر ہلاکت لا ڈالنا۔

آیت ۱۳۸: ﴿وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ ......الخ﴾ کے تحت حضور نے فرمایا کہ امام رازی کہتے ہیں کہ ﴿مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا﴾ کے معنی میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کے نزدیک مَشَارِقَ سے مراد ارض شام کے مَشَارِق اور مَغَارِب سے مراد ارض مصر کے مَغَارِب ہیں۔ کیونکہ یہی علاقے فرعون کے زیر تسلط تھے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں مشرق نہیں بلکہ مشارق فرمایا ہے۔ اسی طرح مغرب نہیں بلکہ مغارب فرمایا ہے۔ اس میں پیشگوئی تھی کہ آئندہ زمانہ میں کئی قسم کی مشرقیں ہونگی اور بہت سی مغربیں ہونگی جیسے مشرق وسطی، مشرق بعید وغیرہ۔ اسی طرح کوئی مغرب انگلستان سے لے کر یورپ تک رہتی ہے اور کوئی امریکہ تک جا نکلتی ہے۔

امام رازی کہتے ہیں کہ: "﴿بَارَكْنَا فِيْهَا﴾ سے مراد ہے ان علاقوں میں زرخیزی اور وسعتِ رزق پیدا کی گئی ہے اور یہ وصف ارض شام میں ہی پایا جاتا ہے"۔ حضور نے فرمایا کہ اور بھی بہت سی زمینیں ہیں جو بہت زرخیز ہیں۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے حوالہ سے فرمایا کہ:

"بے بس، نہایت خاکسار، بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیاء رسول، مسیح ابن مریم علیہما السلام کے قسی القلب دشمن کدھر گئے۔ کوئی ان کا پتہ بتا سکتا ہے؟ ان "بے ایمان"، "سانپوں"، اور "سانپوں کے بچوں" پر فتویٰ لگ گیا۔ ان پر حکم ہو چکا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع جس جاہ و حشم کے ساتھ جناب مسیح علیہ السلام کے منکروں پر حکمران ہیں اس سے ہند والے کیا تمام آباد دنیا بے خبر نہیں"۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۸)

"اور ہم نے انہی لوگوں کو جنہیں وہ ضعیف سمجھتے تھے، زمین (مکہ) کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنایا"۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۸ بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

درس کا وقت ختم ہونے کی وجہ سے آج کے درس کا یہیں اختتام ہوا۔

(مرتبہ :ابو لبیب)

بقیہ:خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کہ سورۃ البقرہ کی آیت میں بھی ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ فرمایا گیا ہے یعنی مَیں دعا قبول کروں گا لیکن چاہئے کہ پہلے ان احکام پر بھی عمل کریں جن کا مَیں نے حکم دیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات بھی پیش فرمائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روزہ سے یہ مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر دوسری روٹی حاصل کرے جو روح کی پرورش کرتی ہے۔ قبولیت دعا کے لئے بھی چند شرائط ہوتی ہیں۔ بعض دعا کرنے والے کے متعلق اور بعض دعا کروانے والے کے متعلق۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اپنے لئے خود بھی دعا کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے آل عمران:۱۹۶ اور الانفال:۱۰ کے حوالہ سے بھی اللہ تعالیٰ کی صفت مجیب کے مضمون کو بیان فرمایا اور دعا کی تاثیرات و برکات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت پُر شوکت ارشادات پڑھ کر سنائے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ یکم نومبر ۲۰۰۰ء کے ایک مضمون (مرتبہ: مکرم انتصار احمد نذر صاحب) میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پاکیزہ سیرت کے بعض نقوش کا بیان کیا گیا ہے۔

حضورؒ کا مطالعہ بے حد وسیع تھا اور آپؒ نے حافظہ بھی حیران کن پایا تھا۔ مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کا بیان ہے کہ حضورؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو اتنا پڑھا تھا کہ آپؒ کو حفظ ہو گئی تھیں۔ ایک بار آپؒ نے ”آئینہ کمالات اسلام“ کے مضامین کو ترتیب کے ساتھ زبانی بیان فرمادیا۔ یہی حال حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ تفسیر سورۃ الفاتحہ اور بعض دیگر کتب کا تھا جو سفر میں بھی حضورؒ کے ساتھ رہتی تھیں۔

مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی کا بیان ہے کہ جب ۱۹۶۰ء میں حضورؒ نے مجھے ماہنامہ ”انصار اللہ“ کا مدیر مقرر فرمایا تو ہدایت فرمائی کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کی اہلیت پیدا کروں۔ حضورؒ نے فرمایا کہ ”اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب اور ملفوظات وارشادات قرآن مجید کی تفسیر ہیں۔ حضرت اقدسؑ جو بات کسی قرآنی آیت کا حوالہ دیئے بغیر بظاہر اپنی طرف سے بیان فرماتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہوتی ہے۔ حضورؑ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، وہی کچھ کہتے ہیں جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے“۔

حضورؒ نے مزید فرمایا ”کثرت مطالعہ سے مجھے اتنی مشق ہوچکی ہے کہ جب بھی مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی ایسی تحریر پڑھتا ہوں تو از خود قرآن مجید کی وہ آیات میرے ذہن میں آنا شروع ہو جاتی ہیں جن کی وہ تحریر یا عبارت تفسیر ہوتی ہے“۔

مکرم دہلوی صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۶۳ء میں اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر حضورؒ مہمانوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے ایک مسودہ بھی ملاحظہ فرماتے جارہے تھے جس کا اشاعت سے قبل حضورؒ کی نظر سے گزرنا ضروری تھا۔ سرسری نظر سے مسودہ پڑھنے کے بعد حضورؒ نے ایک لفظ بدل دیا۔ مَیں نے عرض کیا کہ یہی لفظ ایک بار پہلے بھی آچکا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ مجھے علم ہے لیکن وہاں یہ لفظ عبارت کے لحاظ سے ٹھیک ہے جبکہ یہاں اِس لفظ کے دوسرے معنے بھی مراد لئے جاسکتے ہیں جو ہمارے منشاء کے برخلاف ہیں۔

مکرم دہلوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۰ء میں جب حضورؒ امریکہ تشریف لے گئے تو ایک معمر امریکن حضورؒ سے ملا اور بتایا کہ وہ ۱۹۷۶ء میں بھی حضورؒ سے مل چکا ہے۔ حضورؒ نے اُس کے چہرہ پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ اُس وقت آپ کا ایک بیٹا بھی آپ کے ساتھ تھا جو قانون کی تعلیم حاصل کررہا تھا اور ساری دنیا کی سیاحت کرنا چاہتا تھا، اُسے آپ اپنے ساتھ نہیں لائے۔ یہ سن کر وہ شخص ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا اور چند سیکنڈ دم بخود رہنے کے بعد بولا کہ مَیں تو سمجھا تھا کہ آپؒ مجھے پہچان نہ سکیں گے۔ پھر وہ پیچھے مڑا اور اُسی لڑکے کا بازو پکڑے ہوئے دوبارہ حضورؒ کے پاس آیا اور بتایا کہ وہ تعلیم مکمل کرکے اٹارنی بن چکا ہے۔ اُس لڑکے نے بتایا کہ وہ دنیا کی سیاحت بھی مکمل کرچکا ہے اور پاکستان بھی گیا تھا۔ حضورؒ نے پوچھا کہ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ وہ کہنے لگا کہ میری آپؒ سے دو تین منٹ کی سرسری ملاقات ہوئی تھی اور میرا خیال تھا کہ آپؒ مجھے پہچان نہیں سکیں گے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ مَیں نے تو چار سال بعد آپ کو پہچان لیا ہے، اب اگر پاکستان آؤ تو میرے پاس ربوہ ضرور آنا۔

مکرم محمود احمد صاحب شاہد بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ نے ایک بار فرمایا کہ اب مَیں بوڑھا ہوچکا ہوں لیکن اگر دوپہر کو ایک گھنٹہ آرام کے لئے مل جائے تو رات بارہ بجے تک تازہ دم ہوکر کام کرسکتا ہوں۔ آج بھی میرا ذہن تو نہیں تھکتا، لیکن جسم بعض دفعہ تھکتا ہے۔ جوانی کی بات اَور ہے، آکسفورڈ کے دوران مَیں نے اٹھارہ گھنٹے بھی مطالعہ کیا لیکن تھکان نہیں ہوئی۔

حضورؒ کی شخصیت بہت سحر آفرین تھی اور چہرے کا نور بتاتا تھا کہ یہ کسی اللہ والے کا چہرہ ہے۔ حضورؒ کے ایک صاحبزادہ کا بیان ہے کہ ۱۹۸۰ء میں غانا کے دورے کے دوران ایک شخص نے حضورؒ کو دیکھتے ہی پُرجوش نعرے لگانے شروع کردیئے کہ مَیں یسوع کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اس شخص کا خدا سے زندہ تعلق ہے۔ اسی طرح حضورؒ کے ایک جرمن عیسائی دوست نے کہا کہ مجھے مسائل کا تو علم نہیں لیکن مرزا ناصر احمد صاحب کا چہرہ دیکھ کر مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ یہ خدا کا بندہ ہے اور خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۳ر نومبر ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت اپنے مضمون میں مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب ایک غیر از جماعت دوست کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ سے ملاقات کے بعد انہوں نے کہا کہ مَیں نے عظیم شخصیت کا تصور یوں کر رکھا تھا کہ اگر مولانا مودودی صاحب اور قائداعظم مل کر ایک وجود بن جائیں تو یہ ایک عظیم شخصیت ہوگی لیکن آج کی ملاقات سے میرا یہ تصور چکنا چور ہوگیا ہے، مَیں اپنے تصور سے بہت اونچی شخصیت دیکھ کر آیا ہوں۔

آپ مزید بیان کرتے ہیں کہ مارچ ۱۹۸۱ء میں حضورؒ نے مجھے طلب فرمایا اور متبسم جلال کے ساتھ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ”پرسوں (فلاں گاؤں میں۔ ناقل) ایک احمدی بچی کی شادی غیر احمدی سے ہورہی ہے۔ یہ شادی نہیں ہوگی۔ جاؤ“۔ مَیں باہر نکلا اور پریشانی کے عالم میں وہاں پہنچا۔ شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ دعا کرتے کرتے ایک راہ سجھائی دی جس کے مراحل طے کرتے ہوئے بہت سی مشکلات آئیں لیکن خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور احمدی بچی کی شادی مقررہ وقت پر ایک احمدی نوجوان سے کروانے میں کامیابی ہوگئی۔ اُس بچی کی اولاد میں سے ایک بیٹے نے بعد میں جامعہ احمدیہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔

۱۹۷۵ء میں ایک بار حضورؒ کی ہدایت مجھے ملی کہ ایک مناظرہ کیلئے مقررہ تاریخ پر ”صابو بھڈیار تحصیل پسرور پہنچنا ہے خواہ راستے میں سیلاب ہو“۔ جب یہ پیغام ملا تو ابھی پندرہ دن باقی تھے۔ مقررہ تاریخ کو معمولی سے بادل آئے۔ جب مَیں بدوملہی کے سٹیشن پر اترا تو بڑا خوفناک منظر تھا۔ بارش نے کسی نالے کو توڑ دیا تھا اور ریلوے سٹیشن ایک جزیرہ نما بن کر رہ گیا تھا۔ تانگے بند تھے چنانچہ بعض لوگوں کے ساتھ مل کر پیدل سفر شروع کیا۔ ریلوے لائن سے نہر کی پٹڑی کے راستے چلتے چلتے سیم کے پانی میں سے گزر کر دس بارہ میل کا فاصلہ طے کیا اور وقت پر اُس جگہ پہنچ گیا۔ آج بھی سوچتا ہوں کہ کس منہ سے یہ بات نکلی تھی جو لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۶ر نومبر ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت مضمون (مرتبہ: مکرم انتصار احمد نذر صاحب) میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قبولیت دعا کے بعض معجزات بیان کئے گئے ہیں۔

مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہے۔ چنانچہ مَیں نے جب بھی حضورؒ سے کسی امر میں دعا کیلئے عرض کیا، وہ کام خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیروخوبی ہوگیا۔ میرے بھائی سراج الحق صاحب کے اولاد نرینہ نہیں تھی۔ انہوں نے حضورؒ سے ملاقات کرکے دعا کیلئے عرض کیا تو حضورؒ نے فرمایا کہ مَیں دعا کروں گا، اللہ تعالیٰ لڑکا عطا کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ اسی طرح کئی دوست حضورؒ کی خدمت میں عرض کرتے کہ بچہ پیدا ہونے والا ہے، بچے اور بچی دونوں کا نام تجویز فرمادیں۔ حضورؒ اگر صرف لڑکے کا نام تجویز فرماتے تو لکھنے والے کے لڑکا ہی تولد ہوتا۔

مکرم سید عبدالحیٔ شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ خاکسار کی ایک عزیزہ کے متعلق راولپنڈی کے ایک ہسپتال کے ڈاکٹروں نے بتایا کہ اُسکے جنین میں کوئی حرکت نہیں ہے اسلئے صبح آپریشن ہوگا، اگر دیر کی گئی تو زہر پھیل جانے کے نتیجہ میں خود اس کی موت کا خطرہ ہے۔ حضورؒ اُن دنوں اسلام آباد تشریف لائے ہوئے تھے۔ بچی کے والد نے بڑی بے چینی اور کرب سے حضورؒ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا تو حضورؒ نے فرمایا مَیں دعا کروں گا، آپ گھبرائیں بالکل نہیں، اپریشن کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ نیز حضورؒ نے ہومیوپیتھی کی ایک دوا بھی بتائی۔ دوسرے روز جب بچی کو ہسپتال لے جایا گیا تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ بچے میں زندگی کے آثار نمایاں ہیں اور حرکت پیدا ہوگئی ہے۔ بعد میں بچہ بخیریت تولد ہوا اور خوب صحتمند ہے۔

مکرم عبدالمالک صاحب آف لاہور نے ایک ملاقات کے موقع پر حضورؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ہاں بچہ کی پیدائش متوقع ہے، نام رکھ دیں۔ حضورؒ نے فرمایا: لکھ کر لائے ہو؟۔ عرض کی: جی۔ حضورؒ نے کاغذ پکڑا اور اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا: ”عطاء القدوس مبارک ہو“۔ پھر قریباً ساڑھے تین ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا۔

۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورہ انگلستان کے موقع پر مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب کی بیٹی امۃالجمیل پر شدید دمہ کا حملہ ہوا اور ڈاکٹر نے بتایا کہ بچنے کی امید بہت کم ہے۔ محترم خانصاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں گھبراہٹ میں حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ڈاکٹر کی بات بتائی۔ حضورؒ نے تسلی دی اور فرمایا فکر نہ کریں، مَیں دعا کروں گا، انشاء اللہ جمیلہ کو اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت بیگم صاحبہؒ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ کل رات حضور ایک پل بھی نہ سوسکے اور جمیلہ کیلئے بڑی تضرع سے دعائیں کرتے رہے۔ جب مَیں ہسپتال آیا تو قبولیت دعا کا زبردست نشان دیکھا کہ جمیلہ ایک آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور آکسیجن بھی اُتر چکی تھی۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ میرے جانے کے بعد غیر معمولی طور پر بچی کو افاقہ شروع ہوگیا اور اب وہ خطرہ سے باہر ہے۔ اُس دن کے بعد بچی کو دمہ کو ویسا حملہ پھر کبھی نہیں ہوا۔

۱۹۶۷ء کے دورہ انگلستان کے دوران ہی حضورؒ نے سکاٹ لینڈ کے مخلص احمدی محمد ایوب صاحب سے پوچھا کہ اُن کے کتنے بچے ہیں۔ انہوں نے بتایا تین لڑکیاں ہیں۔ حضورؒ نے مسکراکر فرمایا:

It is high time you had a son.

ایوب صاحب نے مایوسی کے انداز میں جواب دیا کہ حضورؒ اب مجھے امید نہیں کہ میرے ہاں لڑکا ہوگا۔ حضورؒ نے بڑے جوش سے فرمایا: مایوسی گناہ ہے...... مَیں دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپکو لڑکا عطا کرے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایوب صاحب نے حضورؒ کی خدمت میں اپنی بیوی کے امید سے ہونے کی اطلاع دی تو حضورؒ نے جواباً تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لڑکا دے گا، اس کا نام ابراہیم رکھیں۔ چار پانچ ماہ بعد اُن کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ابراہیم رکھا۔

لندن میں ہی ایک خاتون صادقہ حیدر صاحب نے حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ لندن کے چوٹی کے ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ اُن کے

ہاں اولاد نہیں ہو سکتی۔ حضورؒ نے بڑے جوش سے فرمایا: ہمارا ایمان کسی ڈاکٹر پر نہیں بلکہ اپنے حی و قیوم خدا پر ہے، مَیں دعا کروں گا...... کچھ عرصہ بعد اُنہیں حمل قرار پایا تو ڈاکٹروں نے اُنہیں بتایا کہ یہ حمل ضائع ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ بات حضورؒ کی خدمت میں تحریر کی تو جواباً حضورؒ نے تحریر فرمایا کہ نہ صرف یہ بچہ ضائع نہ ہو گا بلکہ اللہ تعالیٰ اُنہیں لڑکا عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ نے اپنے ایک خطاب میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ لندن کے ایک احمدی دوست کے ہاں بچہ کی پیدائش متوقع تھی۔ ڈاکٹروں نے بتایا تھا کہ لڑکی ہو گی۔ انہوں نے حضورؒ سے نام رکھنے کی خواہش ظاہر کی تو حضورؒ نے لڑکے کا نام تجویز کر دیا۔ بعد میں خدا کے فضل سے لڑکے کی پیدائش ہوئی۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضورؒ نے فرمایا کہ "غیب کی بات بتانا یا کسی عاجز انسان کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو پورا کر دکھانا، یہ اللہ کی قدرت کا کام ہے، انسان کا دخل تو ہے نہیں اس میں"۔

مکرم چودھری محمد سعید کلیم صاحب کی بہو کے پیٹ میں تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا۔ مکرم چودھری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا کہ آپریشن کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ شفا دیدے۔ حضورؒ نے فرمایا: "اپریشن نہ کرائے، مَیں دعا کروں گا، وہ ٹھیک ہو جائے گی"۔ چنانچہ خدا کے فضل سے وہ بغیر اپریشن کے ٹھیک ہو گئی۔

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک بیٹا ڈیڑھ سال کی عمر میں سرسام اور گردن توڑ بخار کے نتیجہ میں بیمار پڑ گیا اور کچھ دنوں میں بیماری ایسی بگڑ گئی کہ ڈاکٹر نے مایوسی کا اظہار کر دیا۔ مَیں نے حضورؒ کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا تو آپؒ نے فرمایا: "مَیں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا، آپ فکر نہ کریں، بچہ صحت یاب ہو جائے گا"۔ مَیں اُسی وقت ہسپتال پہنچا تو ڈاکٹر نے بتایا کہ بچہ ایسی حالت کو پہنچ چکا ہے کہ اب علاج جاری رکھنا ممکن نہیں رہا۔ بچہ کا جسم اکڑ چکا تھا اور بچہ چند لمحوں کا مہمان نظر آتا تھا لیکن خدا کے فضل سے چند ہی گھنٹوں میں بچہ کی حالت نارمل ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے اُسے معجزانہ شفا عطا فرمائی۔

مکرم میاں محمد اسلم صاحب بیان کرتے ہیں کہ خاکسار ۱۱ر نومبر ۱۹۶۳ء کو احمدی ہوا۔ اپریل ۶۵ء میں میری شادی ہوئی لیکن بارہ سال تک اولاد نہ ہوئی۔ رشتہ دار سب کے سب مخالف غیر احمدی تھے، وہ بھی اور گاؤں والے بھی یہی کہتے تھے کہ چونکہ یہ قادیانی ہو گیا ہے لہٰذا یہ ابتر رہے گا۔ پھر یہ حالت ہوئی کہ میری بیوی بھی رشتہ داروں کے طعنے سن سن کر میری دوسری شادی پر رضامند ہو گئی۔ لیڈی ڈاکٹر نے بھی کہہ دیا کہ اس عورت کے اولاد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی اثناء میں مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں تمام حالات لکھ کر دعا کی درخواست کی تو حضورؒ نے جواباً تحریر فرمایا: "اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور ضرور نرینہ اولاد سے نوازے گا"۔ حضورؒ کی اس دعا کی برکت سے اب میرے ہاں چار لڑکے ہیں۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸ر نومبر ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت ایک مضمون (مرتبہ: مکرم انتصار احمد نذر صاحب) میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی طلباء سے محبت اور غریب طلباء کی خصوصی امداد کے متفرق واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

اردو کے مشہور شاعر احسان دانش اپنی کتاب میں قیام پاکستان کے شروع زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مَیں جب بھی کسی غریب لڑکے کی مرزا ناصر احمد کے پاس سفارش کرتا، آپ اُسے داخل کرتے اور اُس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرواتے۔"

مکرم ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی طالبعلم کے متعلق ذرا بھی اطلاع ملتی کہ اُسے کسی قسم کی مشکل ہے تو فوراً بلا کر اُس کی مدد فرماتے۔ غریب طلباء کے موسم کے مطابق لباس کا بھی خیال رکھتے۔ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اچھے سے اچھا علاج کرواتے۔ آپؒ کے زمانہ پرنسپل کے کئی طالب علم اب بھی آپؒ کا ذکر کرتے ہیں تو اُن کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔

آپ مزید بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۴ء میں جب حضورؒ کالج کے پرنسپل تھے اور مَیں گریجوایشن کرنے کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی میں M.Sc کر رہا تھا تو میرے ایک عزیز نے قادیان جا کر کالج میں داخلہ لینا چاہا لیکن مالی مشکلات اُن کی راہ میں حائل تھیں۔ اُن کے والد کی خواہش پر مَیں انہیں لے کر حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ انہوں نے میٹرک میں فرسٹ ڈویژن لی ہے اور مزید پڑھائی اُسی صورت میں ممکن ہے کہ حضور اس کی فیس معاف فرما دیں۔ حضورؒ نے اُسی وقت میری درخواست منظور فرما لی۔

محترمہ صاحبزادی امۃ الحلیم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضورؒ کالج بنوا رہے تھے تو شدید گرمیوں کی لمبی دوپہروں میں خود مزدوروں کے ساتھ کھڑے رہتے اور پودے اور درخت بھی خود اپنی نگرانی میں لگواتے۔ اُنہی دنوں ایک شخص آپؒ سے ملنے کے لئے وہاں آیا جو آپؒ کو جانتا نہیں تھا۔ اُس کا بیان ہے کہ مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص ملیشیا کی شلوار قمیص پہنے سر پر تولیہ رکھے ایک پودا لگا رہا تھا۔ مَیں نے سوچا یہ یہاں کا مالی ہے۔ مَیں نے اُس کے قریب جا کر پوچھا کہ کیا مَیں یہاں کے پرنسپل سے مل سکتا ہوں۔ وہ شخص کھڑا ہوا اور مسکراتے ہوئے مجھ سے کہنے لگا کہ مَیں ہی یہاں کا پرنسپل ہوں، فرمائیے کیا کام ہے۔ مَیں حیران اور دنگ رہ گیا اور دل نے کہا کہ اگر یہاں کا پرنسپل اتنا عظیم ہے تو کالج بھی کتنا عظیم ہو گا اور بہت ترقی کرے گا۔

محترم بریگیڈیئر محمد وقیع الزمان خانصاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۳۹ء میں جب مَیں جامعہ احمدیہ میں سالِ اوّل کا طالبعلم تھا اور حضورؒ جامعہ کے پرنسپل تھے تو ایک مقالہ لکھنے کے لئے مجھے ایک کتاب کی ضرورت پڑی جو کہیں سے دستیاب نہ ہوئی۔ مَیں نے حضورؒ سے عرض کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے پاس ہے لیکن چونکہ مجھے اکثر اُس کی ضرورت رہتی ہے اس لئے تم ظہر کے بعد ایک دو گھنٹے کے لئے روزانہ میرے گھر آ جایا کرو۔ مَیں نے اس خیال سے معذرت کرنا چاہی کہ وہ آرام کا وقت ہوتا ہے لیکن حضورؒ نے اصرار کے ساتھ حکم دیا کہ تمہیں ضرور آنا ہو گا۔ چنانچہ حاضر ہوتا رہا اور ہمیشہ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا پایا، ہمیشہ حضورؒ متبسم چہرے سے خوش آمدید فرماتے اور شربت کا گلاس بلاناغہ بھجواتے۔ کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ میرے آنے سے حضورؒ کے آرام یا مصروفیت میں خلل پڑتا ہے۔

محترم بریگیڈیئر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ جب مَیں شہری ماحول سے قادیان پہنچا تو وہاں کی درسگاہوں کے آداب سے پوری طرح واقف نہ تھا۔ ایک پروفیسر صاحب جو مجھے پسند نہ فرماتے تھے، ایک امتحان کے بعد انہوں نے میرا پرچہ تضحیک کے انداز میں کلاس میں پڑھنا شروع کیا تو مَیں احتجاجاً کلاس سے اُٹھ کر باہر آ گیا۔ اُن کے روکنے کے باوجود مَیں نہ رکا۔ انہوں نے پرنسپل (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ) کو شکایت کی۔ حضورؒ نے مجھے بلا کر سزا سنائی کہ پانچ روپے جرمانہ فلاں تاریخ تک ادا کرو ورنہ پانچ چھڑیاں تمام کالج کے سامنے لگائی جائیں گی۔ جرمانہ داخل کرنے کی تاریخ سے ایک روز قبل مسجد مبارک میں عصر کی نماز کے بعد حضورؒ نے مجھے ایک طرف بلا کر پوچھا کہ تم نے جرمانہ ادا کر دیا ہے؟ مَیں نے عرض کی کہ ابھی تک گھر سے منی آرڈر نہیں پہنچا۔ حضورؒ نے آنکھیں نیچی کر کے شیروانی کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پانچ روپے کا نوٹ مجھے دیا کہ کل جرمانہ ضرور ادا کر دینا ورنہ سارے کالج کے سامنے چھڑیاں کھانا پڑیں گی اور ذرا رعایت نہیں ہو گی۔

محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب حضورؒ کی طلباء سے ہمدردی کا ذکر کرتے ہوئے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۲ء میں کالج کے ہوسٹل کے ایک طالبعلم اپنڈے سائٹس میں مبتلا ہو گئے اور فوری آپریشن کی ضرورت ہوئی۔ حضورؒ کو علم ہوا تو آپؒ نے فوری طور پر ایک بکرا صدقہ دیا اور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کیلئے تار ارسال کی۔

محترم حکیم مولوی خورشید احمد صاحب سابق صدر عمومی بیان کرتے ہیں کہ والد مرحوم کی وفات کے بعد مجھے تعلیم جاری رکھنے میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن حضورؒ کی شفقت اور سرپرستی کی وجہ سے تعلیمی عرصہ بے فکری سے گزر گیا۔ ۱۹۴۳ء میں جب مَیں نے مولوی فاضل کا امتحان دیا اور تیاری کی تو بہت کمزور ہو گیا۔ ایک روز حضورؒ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ ہم ڈلہوزی جا رہے ہیں، تم بھی ہمارے ساتھ جاؤ گے۔ چنانچہ مَیں چار ماہ تک حضورؒ کے ساتھ ڈلہوزی میں ہی رہا۔ اس دوران بعض دوسرے طلباء اور اساتذہ کو بھی حضورؒ نے ڈلہوزی میں بلایا، اُن کی خاطر مدارات کی اور سیر کروائی۔ اپنے مہمانوں کی خاطر داری آپؒ صرف ملازموں پر نہ چھوڑتے بلکہ خود بھی کھانا یا پھل ہمیں لا کر دیتے۔ حضرت بیگم صاحبہؒ کا سلوک بھی مجھ سے بہت مشفقانہ تھا اور آپ کے حکم پر مجھے دو وقت دودھ کی پیالی اور کچھ پھل بھجوائے جاتے۔ ابھی ڈلہوزی میں ہی تھے کہ مولوی فاضل کا نتیجہ نکلا اور مَیں خدا کے فضل سے یونیورسٹی میں اوّل آیا۔ دوستوں نے مٹھائی کے لئے اصرار کیا تو حضورؒ نے فرمایا کہ ان کی مٹھائی مَیں کھلاؤں گا۔ چنانچہ ایک دو روز بعد حضورؒ نے میری کامیابی کی خوشی میں اپنی کوٹھی میں شاندار دعوت دی جس میں حضرت مصلح موعودؓ بھی شامل ہوئے جو اُن دنوں وہاں تشریف فرما تھے۔

مکرم سعید احمد سعید صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۵۷ء میں مَیں تعلیم الاسلام کالج میں داخل ہوا۔ مجھے مرگی کے دورے پڑتے تھے۔ ایک روز دورہ پڑا اور مَیں کئی گھنٹے بے ہوش رہا۔ جب حضورؒ کو اطلاع ملی تو آپؒ ہوسٹل تشریف لائے اور میری چارپائی پر تشریف فرما ہو کر لمبی اجتماعی دعا کروائی۔ جب دعا ختم ہوئی تو مجھے بھی ہوش آ گئی۔ دیکھا کہ حضورؒ نہایت شفقت سے میرے پاؤں اور ٹانگیں دبا رہے ہیں۔ مَیں نے درخواست کی کہ حضورؒ مجھے شرمندہ نہ کریں اور گھر تشریف لے جائیں۔ آپؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تم نے سگریٹ پینی ہو گی، آج تم سگریٹ پی لو، تمہیں اجازت ہے۔ خاکسار بہت شرمندہ ہوا اور حضورؒ کی دعاؤں کے طفیل سگریٹ نوشی بھی ترک کر دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر وہ بیماری بھی ختم ہو گئی۔

غیبی حفاظت

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۱ر نومبر ۲۰۰۱ء میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ایک تحریر منقول ہے جو اُن کے رسالہ "ترجمان القرآن" اگست ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۵۷-۵۸ پر شائع ہوئی تھی۔ مولانا صاحب لکھتے ہیں:-

"مَیں اکثر اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو اپنے مشن میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی۔ مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بے حد و حساب نظر آتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ایک شخص خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے، نائبین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کر سکتے کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے، تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤ گے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہو گے اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں ...... دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آ جاتے ہیں۔ ذرا سچے رسول کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی ناکامیاں اور تباہیاں سامنے لائیے۔ کس قدر زوردار تحریک اٹھی تھی اور کیسے ہمیشہ کے لئے ختم ہو کر رہ گئی۔"

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

10/12/2001 – 16/12/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 10th December 2001

00.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
00.55	Dars ul Quran:No.8 Rec.09.12.01 ®
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.25	Hijri Shamsi Calander: Part 3 March
03.05	Liqa Ma'al Arab: Lesson No.431
	Rec.05.08.98
04.05	Ruhani Khazain: Quiz Programme
	35th Programme of Volume No.3
04.40	Rencontre AvecLes Francophones
	With Huzoor and French Speaking Guests
05.40	Let's Talk About Ramadhan: Discussion
	with Imam Rashed Sahib and Khuddam
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00	Moshaira: An evening with a famous Poet
	Produced by MTA Pakistan
08.00	Ruhani Khazain: Quiz Programme ®
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.431 ®
	Rec: 05.08.98
09.50	Indonesian Service: Friday Sermon
	Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
11.00	Dars ul Quran: No.13 Rec.16.02.95
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
	From Fazl Mosque London
12.35	Anfakh-e-Qudsia: Ramadhan Issues
	Presented by Naseer Qamar Sahib.
13.05	Tilawat, News
13.30	Bangla Shomprachar: Various Items
14.30	Seerat un Nabi (saw): Programme No.24
15.25	Let's Talk About Ramadhan: ®
	Discussion with Imam Rashed Sb & Khuddam
15.45	Tilawat
15.55	Quiz Program: Hijri Shamsi Calander ®
16.35	Safir Hum Nay Kiya: A visit to Patryat
16.55	German Service
18.05	Tilawat
18.15	Rencontre Avec Les Francophones: ®
19.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.431 ®
20.15	Moshaira: ®
21.10	Dars ul Quran: Lesson No.13 ®
22.40	Majlis e Irfan: With Huzoor
	Rec.26.11.99
23.30	Rohani Khazain: Quiz Programme ®

Tuesday 11th December 2001

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00	Dars ul Quran: No.13 ®
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.35	Children's Corner: Yassarnal Quran Class
03.00	Urdu Class: Lesson No.311
	Rec.15.10.97
04.05	Medical Matters: Health care Issues
	Hosted: Dr. Sultan Ahmad Mubasher Sahib
04.30	Bengali Mulaqat: With Hazoor
	Rec.18.01.00
05.30	Lets Talk About Ramadhan:
	With Imam Rashed Sb and Khuddam
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Pushto Programme: Friday Sermon
	Rec: 24.12.99
08.00	Medical Matters: ®
08.30	Safar Hum Nay Kiya: A Visit to Behrein
08.55	Urdu Class: Lesson No.311 ®
09.55	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: No.14
	Rec.18.02.95
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30	Lets Talk About Ramadhan: With Imam Sb.®
13.05	Tilawat, News
13.35	Bengali Shomprochar: Various Items
14.35	Seerat un Nabi (saw): Prog. No.26 ®
15.25	Let's Talk About Ramadhan: With Imam Sb®
15.50	Tilawat
16.00	Bengali Mulaqat: Rec.18.01.00 ®
17.10	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Service: Various Items
19.15	Urdu Class: By Huzoor ®
20.25	MTA Norway: Ramadhan Discussion
21.00	Dars ul Quran: No.14 (1995) ®
22.30	Bengali Mulaqat: Rec.18.01.00 ®
23.30	Let's Talk About Ramadhan: With Imam Sb®

Wednesday 12th December 2001

00.05	Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
01.00	Dars ul Quran: Lesson No.14 (1995) ®
02.30	Children's Corner: Waqfeene Nau Program
02.40	Children's Corner: Hikayaate Shereen
03.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.432
04.00	Atfal Mulaqat: Rec: 20.09.00
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
05.00	Al Maidah: How to prepare Chutney Etc.
05.30	Anfakh-e-Qudsia: Ramadhan Issues
	Presented by Naseer Qamar Sahib.
06.05	Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
07.00	Swahili Muzakhra: Part 2
	Topic: The life of the Holy Prophet (saw)
	Hosted by Abdul Basit Shahid Sahib
08.05	Al-Maidah: Chutney etc.... ®
08.30	Speech: by Laiq Ahmad Nasir Sb.
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.432 ®
09.55	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.19
	Rec.19.02.95
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30	Anfakh-e-Qudsia: By Naseer Qamar Sahib ®
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Shomprachar: Various Items
14.30	Seerat un Nabi (saw):
	Hosted by Saud Ahmad Khan Sahib
15.25	Al Maidah: Cookery Programme ®
15.50	Tilawat
16.00	Atfal Mulaqat: Rec.03.11.99 ®
17.00	German Service; Various Items
18.05	Tilawat
18.15	Rencontre Avec Les Francophones ®
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.432 ®
20.20	Speech: By Laiq Ahmad Nasir Sahib ®
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.19 ®
22.30	Al-Maidah: Cookery Programme ®
22.55	Atfal Mulaqat: Rec: 03.11.99 ®

Thursday 13th December 2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.00	Dars ul Quran: Lesson No.19 ®
02.30	Children's Corner: Guldasta No.35
03.05	Urdu Class: Lesson No. 312
	Rec:17.10.97
04.00	The books of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
	Hosted by Fuzail Ahmad Ayaz Sahib – Part 4
04.35	Q/A Session: With Huzoor & English Speakers
	Rec: 02.04.00
05.35	Let's Talk About Ramadhan: Discussion
	with Imam Rashed Sb and Khuddam
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
06.50	Sindhi Muzakhra: Kindness to Others
	Hosted by Sayyed Ahmad Tahir Suhail Sahib
07.30	Sindhi Dars: Importance of Salat
07.50	The books of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
08.25	Safar Ham Nay Kiya: 'The Blossoming Desert'
	Commentator Saleem-ud-Din Sahib
09.05	Urdu Class: Lesson No.312 ®
	Rec.17.10.97
10.00	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.20 (1995) ®
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Shomprachar: F/S by Huzoor
	Rec: 07.02.97
14.35	Seert un Nabi (saw): Discussion: Part 27
	Produced by MTA Pakistan
15.15	Darsul Hadith, Nazm Tilawat
15.30	Let's Talk About Ramadhan: ®
	With Imam Rashed Sb and Khuddam
16.00	Q/A Session: With Huzoor & English Guests ®
	Rec: 02.04.00
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	French Service: MTA Mauritius
19.10	Urdu Class: Lesson No.312 ®
	Rec:17.10.97
20.05	Sang-E-Meel: Invention of the Aeroplane ®
	Presented by Fareed Ahmad Naveed Sahib
20.25	Let's Talk About Ramadhan: With Imam Sb®
20.55	Dars ul Quran: Lesson No.20 (1995) ®
22.25	Q/A Session: with Huzoor & English Guests ®
23.25	The Books of Hadhrat Khalifatul Masih I ®

Friday 14th December 2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
00.45	Dars ul Quran: Lesson No.20 ®
02.15	Safar Ham Ney Kiya: ' Dhonga Gali'
02.45	Urdu Class: Lesson No.313
	Rec.18.10.98
04.00	Lajna Magazine: Prog. No.24 – Vol. No.4
04.40	Anfakh-e-Qudsia: Ramadhan Issues
	With Naseer Qamar Sb.
05.00	Majlis Irfan: Rec.03.12.99
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
06.45	Spanish Program: F/S with Spanish Trans.
07.40	MTA Sports: 1st Martial Art Karate Tourn.
08.45	Urdu Class: Lesson No.313 ®
09.55	Anfakh-e-Qudsia: By Naseer Qamar Sahib ®
10.15	Indonesian Service: Various Items
10.45	Bengali Shomprachar: Various Items
11.15	Seerat Un Nabi (SAW): Prog. No.28
12.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
13.00	Friday Sermon: LIVE FROM LONDON
	Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00	Safar Ham Nay Kiya: 'Dhonga Gali'
	Produced by MTA Pakistan
14.30	Majlis e Irfan: Rec.03.12.99 ®
15.30	Anfakh-e-Qudsia: By Naseer Qamar Sahib ®
15.50	Tilawat
16.00	Friday Sermon ®
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	MTA France: Aurore La Verite – Partie I
18.45	French Programme: Various Items
19.20	Urdu Class: Lesson No.313 ®
20.45	Friday Sermon: Rec.14.12.01®
21.45	Safar Ham Nay Kiya®
22.15	Majlis e Irfan: Rec:03.12.99 ®
23.15	Lajna Magazine: Various Items Prog.No.24 ®

Saturday 15th December 2001

00.05	Tilawat, MTA News, Dars Malfoozat
01.00	Kehkashaan:
	Hosted by Nafees Ahmad Ateeq Sahib
01.25	Friday Sermon: Rec.14.12.01 ®
02.25	Children's Corner: Waqfeen e Nau
02.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.433
	Rec: 11.08.98
04.00	Computers For Everyone: Part No.132
	Hosted by Mansoor Ahmad Nasir Sahib
04.35	German Mulaqat: Rec.29.01.00
05.35	Let's Talk About Ramadhan: Discussion
	with Imam Rashed Sb. And Khuddam
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00	MTA Mauritius: Programme des Varites
08.00	Tabarukaat: From Jalsa Salana Rabwah 1962
	By Maulana Abul-Ata Sahib
	Topic ' Fazeelat-e-Quran'
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.433 ®
10.05	Indonesian Service: Various Items
11.05	Let's Talk About Ramadhan: ®
11.30	Dars ul Quran: LIVE
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
	from Fazal Mosque London
12.30	Kehkashan: Hosted by Nafees A. Ateeq Sb.®
13.05	Tilawat, News
13.30	Bangla Shomprachar: Various Items
14.30	Seerat un Nabi (saw): Programme No.29
	Hosted by Saud Ahmad Khan Sahib
15.10	Spotlight: Book Festival
15.55	Tilawat
16.00	German Mulaqat: Rec.29.01.00 ®
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	French Programme: Various Items ®
19.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.433 ®
20.05	Arabic Programe: Part 44
20.35	Kehkashaan ®
21.00	Dars ul Quran (2001): Rec.15.12.01 ®
22.05	Computers for Everyone: Part No.132 ®
22.35	German Mulaqat: Rec:29.01.00 ®
23.35	Let's Talk About Ramadhan: With Imam Sb®

SPECIAL ANNOUNCEMENT

To all viewers of M.T.A. International:

Please note that Eid ul Fitr is due to be celebrated on the 17th December 2001. We would like to wish all our viewers Eid Mubarak. MTA International aims to mark this auspicious occasion with a special Eid Schedule which will include *Sunday 16th December*.

Tune in and watch a host of new and special programmes including:

Final Dars ul Quran of 2001.
Eid Shows for Children
All New Documentaries
Eid celebrations from around the world!!!!!

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 135.. 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 Friday, December 07, 2001 Issue No. 49

لجنہ اماء اللہ فرانس کے
پندرھویں سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ :تمثیلہ اعجاز- جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ فرانس)

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ لجنہ اماء اللہ فرانس نے اپنا پندرھواں سالانہ اجتماع مورخہ ۱۱،۱۲ر اگست ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ اتوار مشن ہاؤس سینٹ پری میں منعقد کرنے کی توفیق پائی۔

اس دوروزہ اجتماع کی تیاری لجنہ اماء اللہ نے صدر لجنہ فرانس محترمہ مسز نسیم ڈلانوا کی زیر نگرانی تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل شروع کی۔ اجتماع کا پروگرام باہمی مشورہ سے نہایت غور خوض کے بعد اُردو اور فرنچ میں ترتیب دیا گیا۔ اجتماع کے انتظامات کو کامیاب بنانے کے لئے ٹیمیں تشکیل دی گئیں جن میں ان کے ذمہ لجنہ ہال کی تزئین و آرائش، بیجز کی تیاری، لجنہ کے قیام و طعام کا مناسب انتظام تھا جو انہوں نے احسن طور پر نبھایا۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا۔

فرانس میں پیرس سے باہر لجنہ اماء اللہ کی دیگر مجالس کو بھی پروگرام مرتب ہونے کے فوراً بعد بھیج دیئے گئے۔ بفضل خدا اس اجتماع میں سٹراسبرگ، لیل ولسنیاں، غینمس، رواسی اومبری اور یواسی سے ممبرات لجنہ نہایت شوق اور جذبے سے شامل ہوئیں۔ نواحمدی ممبرات کی کثیر تعداد اجتماع میں شمولیت کر کے اجتماع کے روحانی ماحول سے فیضیاب ہوئی۔

اجتماع کے ایام میں دونوں دن نمازوں کی باجماعت ادائیگی کا انتظام رہا۔ کتابوں اور اشیائے خورونوش کے اسٹالز لگائے گئے۔

پروگرام کا آغاز مورخہ ۱۱ر اگست ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس موقع پر امیر جماعت احمدیہ فرانس مکرم اشفاق ربانی صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔

مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد صدر لجنہ فرانس محترمہ مسز نسیم ڈلانوا نے لجنہ سے خطاب کیا۔ آپ نے لجنہ کے اجتماع کے انعقاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر لجنہ فرانس کی رپورٹ کارکردگی ماہ اکتوبر ۲۰۰۰ء تک پیش کی اور بتایا کہ بفضل اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ فرانس کی تنظیم جماعت احمدیہ فرانس کے تحت گزشتہ ۱۷سال سے قائم ہے۔ پھر انہوں نے پیرس سے باہر کی مجالس کی کارکردگی کا باری باری ذکر کیا نیز مرکزی شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحم سے ہر شعبہ اپنے اپنے دائرہ میں مصروف عمل ہے۔ پیرس سے باہر دیگر مجالس کی صدور لجنہ نے بھی خطاب کئے اور اپنے اپنے حلقہ کی کارکردگی کا مختصر جائزہ پیش کیا۔

اجتماع کے موقع پر جو علمی مقابلہ جات ہوئے ان میں حفظ قرآن، حسن قراءت، مقابلہ اُردو و فرنچ تقاریر، مقابلہ نظم خوانی (اُردو، پنجابی، غیر ملکی زبان) اور مقابلہ بیت بازی شامل تھے۔

ورزشی مقابلہ جات میں پارسل گیم، میوزیکل چیئرز، پنگ پانگ، رسہ کشی، دوڑ کا مقابلہ اور اشیاء سے بھری ٹوکری اٹھا کر وزن کا اندازہ کرنا شامل تھے۔ تمام علمی و ورزشی مقابلہ جات لجنہ کی توجہ اور دلچسپی کا باعث رہے۔

مجلس سوال وجواب

اختتامی اجلاس کے دوران مجلس سوال وجواب بھی ہوئی جو محترمہ رقیہ صلاح الدین صاحبہ، مس ایناتا تورے صاحبہ، اور محترمہ نسیم دلانوا صاحبہ صدر لجنہ فرانس کی زیر نگرانی ہوئی۔ سیکرٹری تبلیغ مسز رقیہ صلاح الدین صاحبہ نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف مدلل طور پر پیش کیا۔ اس مجلس میں شامل غیر از جماعت خواتین نے اس پُر مغز تعارفی لیکچر کو نہایت غور سے سنا۔ اور بہت سے حقائق سے آگاہی حاصل کی۔ نیز زندگی اور مذہب کے جس پہلو میں بھی تشنگی محسوس کرتی تھیں انہوں نے سوالات کئے جن کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل سے دئے گئے جس پر انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا۔ محض خدائے رحمان ورحیم کے فضل وکرم سے اجتماع کے بابرکت موقع پر ایک خاتون نے بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت پائی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

تقسیم انعامات

اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ فرانس نے اجتماع کے دوران علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں کارکردگی کا مظاہر کرنے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ علاوہ ازیں حلقہ وار اور پھر شعبہ جات کی سیکرٹریان کو دوران سال حسن کارکردگی پر بہت سے انعامات سے نوازا۔ چند ممبرات لجنہ کو اچھے تعاون پر خصوصی انعامات دئے گئے۔

بہترین لجنہ

تقسیم انعامات کے دوران ایک خصوصی انعام بہترین لجنہ کو حاضری وکارکردگی پر دیا گیا۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ محترمہ مسز رقیہ صلاح الدین صاحبہ سیکرٹری شعبہ تبلیغ کو دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

اختتامی خطاب

اختتامی خطاب کرتے ہوئے صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ فرانس نے فرمایا:

"میری آپ کو یہ نصیحت ہے کہ جو ممبرات لجنہ اپنے وقت کی قربانی کر کے خدمت دین کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی یہ قربانی ہرگز ہرگز رائیگاں نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم کسی نہ کسی رنگ میں ضرور عطا کرتا ہے۔ اور اس کا اثر آپ کی اولادوں پر بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ اپنے بچوں کے لئے نمونہ ہیں۔ ہر ممبر لجنہ خدمت دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرے، یہ سوچے بغیر کہ وہ عاملہ کی ممبر ہے یا نہیں۔

خطاب کے بعد دعا کے ساتھ لجنہ اماء اللہ فرانس کا پندرھواں سالانہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ:صحابہ کا عشق رسول از صفحہ ۲

☆......☆......☆......☆

حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ آپؐ نے مجھے مال دیا۔ میں نے پھر مانگا، آپؐ نے پھر دیا۔ پھر مانگا، پھر دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے حکیم! یہ مال و دولت تو نظر آنے میں سرسبز اور مزے میں میٹھے ہیں لیکن جس شخص کو بغیر حرص کے مال ودولت ملے اس میں تو برکت ہوتی ہے اور جس شخص کو یہ مال ودولت نفس کی حرص سے ملیں اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اور ایسے شخص کی مثال اس شخص کی طرح ہوتی ہے جو کھاتا جاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا اور اے حکیم! دینے والا ہاتھ بہتر ہے لینے والے سے۔ مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے مَیں آئندہ کسی شخص سے کچھ نہ لوں گا یہاں تک کہ دنیا چھوڑ جاؤں۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے حضرت حکیم کو بلایا کہ انہیں ان کا وظیفہ دیں لیکن وہ لینے سے انکار کر دیتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو بلا کر وظیفہ دینا چاہا مگر وہ انکار کرتے رہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اعلان کیا کہ لوگو! گواہ رہنا کہ مَیں اس شخص حکیم کو اس کا اپنا حصہ مال غنیمت سے دیتا ہوں مگر یہ خود اپنی مرضی سے نہیں لیتا۔ اس طرح حضرت حکیم نے اپنی وفات تک کسی سے کچھ حصہ نہ لیا۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ ـباب الاستعفاف عن المسألة)

☆......☆......☆......☆

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس امر کا ذمہ دار بنے کہ وہ کبھی لوگوں سے سوال نہ کرے گا مَیں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ مَیں کبھی کسی انسان سے کچھ نہ مانگوں گا۔

(ابوداؤد کتاب الزکاۃ باب کراھیة المسألة)

☆......☆......☆......☆

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے پاس کچھ مال ہو جس کے متعلق اسے وصیت کرنی چاہئے پھر اس کے لئے مناسب نہیں کہ دو راتیں بھی بغیر وصیت کرنے کے گزار دے۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب سے مَیں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی اس وقت سے مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزرتی کہ میرے پاس میری لکھی ہوئی وصیت نہ ہو۔

(مسلم کتاب الوصیة)

☆......☆......☆......☆

ابو مریمؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ مَیں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جس شخص کو اللہ نے لوگوں کا کوئی کام سپرد کیا (یعنی کوئی عہدہ دیا) پھر اس نے دربان اور پہرہ مقرر کیا کہ لوگ اپنی ضروریات اپنی محتاجیاں اور اپنا فقر اس کے سامنے پیش نہ کر سکیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص کی ضروریات اور محتاجیاں پوری کرنے میں روک ڈال دے گا۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہؓ نے ایک شخص اس کام کے لئے بطور خاص مقرر کیا جو لوگوں کی ضرورتیں ان تک پہنچاتا تھا۔

(ابوداؤد کتاب الخراج والامارہ والفئی ـباب فیما یلزم الامام فی امر الرعیة)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز تم میں مجھے سب سے زیادہ پیارا اور میری مجلس میں سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو تم میں سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہوگا اور تم میں سے قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور میری مجلس میں سب سے زیادہ دور، بیہودہ، فضول بناوٹ سے کام لینے والے اور متکبر لوگ ہونگے۔ (ترمذی کتاب البر والصلة ـباب ماجاء فی معانی الاخلاق)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔